Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2009

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْد

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 58

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
محمد ابراہیم سرور

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 44

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
35 پاؤنڈ یا 60 ڈالر امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 40 یورو

9/ذیقعدہ 1430 ہجری، 29/اخاء 1388 ہش 29/اکتوبر 2009ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر وعافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے عزیزوں یا دوستوں پر سلام کہہ لیا کرو۔ یہ اللہ کی طرف سے بڑی برکت والی اور پاکیزہ دعا ہے

ارشاد باری تعالیٰ

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ (سورۃ النور: ۲۸)

"اے مومنو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں نہ داخل ہوا کرو جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور (داخل ہونے سے پہلے) ان گھروں میں بسنے والوں کو سلام نہ کرلو۔ یہ تمہارے لئے اچھا ہوگا۔ اور اس (فعل) کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم (نیک باتوں کو ہمیشہ) یاد رکھو گے"۔

"...... فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔ (سورۃ النور: ۶۲)

"پس جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے عزیزوں یا دوستوں پر سلام کہہ لیا کرو۔ یہ اللہ کی طرف سے بڑی برکت والی اور پاکیزہ دعا ہے۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام تمہیں کھول کر سناتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو"

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا"۔ (سورۃ النساء 87)

"اور جب تمہیں کوئی دعا دی جائے تو تم اس سے اچھی دعا دو یا (کم سے کم) اُسی کو لوٹا دو۔ اللہ یقیناً ہر ایک امر کا حساب لینے والا ہے"۔

"يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَاللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا"۔ (سورۃ النساء: 95)

"اور اے ایماندارو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر کرو تو چھان بین کر لیا کرو اور جو تمہیں سلام کہے اسے (یہ) نہ کہا کرو کہ تو مومن نہیں۔ تم ورلی زندگی کا سامان چاہتے ہو۔ سو اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں پہلے تم (بھی) ایسے ہی تھے پھر اللہ نے تم پر احسان کیا۔ پس تم پر لازم ہے (کہ) تم چھان بین کر لیا کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ یقیناً آگاہ ہے"۔

"وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْاسَلٰمًا" (سورۃ الفرقان: 64)

"اور رحمٰن کے (سچے) بندے وہ ہوتے ہیں جو زمین پر آرام سے چلتے ہیں اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ (لڑتے نہیں بلکہ) کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں"۔

"وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ۔" (سورۃ ابراھیم: 24)

"اور جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور انہوں نے (نیک اور) مناسب حال عمل کئے ہوں گے انہیں ان کے رب کے حکم سے ایسے باغوں میں جن کے (سایوں کے) نیچے نہریں بہتی ہوں گی داخل کیا جائے گا (اور) وہ ان (جنتوں) میں بسنے چلے جائیں گے اور وہاں ان کی (ایک دوسرے کیلئے یہ) دعا ہوگی۔ (کہ تم پر) سلامتی (ہو)"۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

☆......"حضرت عبداللہ بن سلامؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ اے لوگو! سلام کو رواج دو۔ ضرورت مند کو کھانا کھلاؤ۔ صلہ رحمی کرو اور اس وقت نماز پڑھو جب لوگ سوئے ہوئے ہوں اگر تم ایسا کرو گے تو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے"۔

(ترمذی ابواب صفحہ القیمۃ)

☆......حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور پوچھا کون سا اسلام افضل اور بہتر ہے آپؐ نے فرمایا: کھانا کھلانا اور ہر ملنے والے کو خواہ جان پہچان ہو یا نہ ہو سلام کرنا" (بخاری کتاب الاستئذان باب السلام للمعرفۃ وغیر معرفۃ)

☆......حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میرے بیٹے! جب تم گھر جاؤ تو سلام کہو اس طرح تجھے بھی برکت ملے گی اور تیرے خاندان کو بھی"۔

(ترمذی کتاب الاستئذان باب فی التسلیم اذا دخل بیتہ)

☆......حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس کے پاس سے گذرے۔ جس میں مسلمان، مشرکین، بت پرست، یہود سب ملے جلے بیٹھے تھے آپؐ نے ان کو السلام علیکم کہا" (بخاری کتاب الاستئذان باب التسلیم فی مجلس فیہ اخلاط من المسلمین والمشرکین)

فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ایک دوست نے عرض کی کہ مخالفین نے ہم کو سلام کہنا چھوڑ دیا۔ فرمایا:۔

"تم نے اُن کے سلام سے کیا حاصل کر لینا ہے۔ سلام تو وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ خدا تعالیٰ کا سلام وہ ہے جس نے ابراہیمؑ کو آگ سے سلامت رکھا جس کو خدا کی طرف سے سلام نہ ہو بندے اس پر ہزار سلام کریں اس کے واسطے کسی کام نہیں آسکتے۔ قرآن شریف میں آیا ہے سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ"

(ملفوظات جلد نہم۔ صفحہ 318)

☆☆☆☆☆

منیر احمد حافظ آبادی پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

موجودہ دَور میں لَو میرج (Love Marriage) کا چلن اور اس کے مہلک اثرات

.................(قسط :1).................

گزشتہ دنوں جالندھر دوردرشن پر ایک مباحثہ سننے کو ملا جو ''لو میریج یا ارینج میریج'' Love Marriage or Arrange Marriage کے عنوان پر تھا یعنی کیا نوجوان لڑکے لڑکیوں کو بالغ ہونے کے بعد خود سے شادی طے کر لینی چاہئے یا پھر اپنے ماں باپ یا بزرگوں کی مرضی اور ان کے مشورہ کے مطابق شادی کرنی چاہئے۔ مختلف طلباء و طالبات نے اس کے متعلق اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ صدر اجلاس نے لو میریج ہی کے متعلق ریمارکس دیتے ہوئے کہا کہ لو میریج ٹھیک تو ہے لیکن ماں باپ کی مرضی سے اور ان کے آشیرواد سے ہی شادی کرنی چاہئے ان صدارتی ریمارکس کا مفہوم یہ ہے کہ نوجوان لڑکا لڑکی بے شک خود ہی اپنی شادی طے کریں لیکن بعد میں ماں باپ کو سمجھا کر اس میں ان کی مرضی کو بھی شامل کر لیں۔ جس کا صاف ستھرا مطلب یہ بنتا ہے کہ جب نوجوان لڑکا لڑکی اپنی شادی طے کر لیں تو پھر ماں باپ کو ہر صورت میں انہیں اجازت دینی ہی چاہئے کہ ان کے سروں پر ہاتھ پھیر کر ان کے رشتہ کو گرین سگنل دے دیں۔

یہ مضمون لکھنے کا دوسرا باعث یہ ہوا کہ حال ہی میں ٹی وی پر ایک سکینڈل دکھایا گیا ہے جس کے مطابق بالعموم بوائے فرینڈ لڑکیوں سے لو میریج کا جھانسہ دیکر ان سے تعلقات کو اس حد تک بڑھا لیتے ہیں کہ پھر ان کی فحش حرکات کے M.M.S بنا کر انہیں بلیک میل کرتے ہیں ٹی وی کے مطابق لو میرج کے نام پر ایسا بالعموم ہو رہا ہے۔ اور لو میریج کی ایک گھناؤنی شکل یہ بھی سامنے آئی ہے کہ بعض لڑکیاں خود ہی انٹرنیٹ پر رشتے تلاش کے رابطے بنا لیتی ہیں جو بعد میں ان کے جنسی استحصال کا موجب بنتے ہیں۔

اصل میں لو میرج کا رواج مغرب کی اس بے حیائی اور بے راہ روی کے نتیجہ میں سامنے آیا ہے جو بے پردگی کے باعث نوجوان لڑکیوں کو میسر آئی۔ نوجوان بچے بچیاں جو کالجوں میں اکٹھے زیر تعلیم اپنی عمر کے فطری جذبہ کے تحت ایک دوسرے کے طرف جُھکتے ہیں اور چونکہ مغربی سوسائٹی میں ایک عرصے سے اس بات کو برائی محسوس نہیں کیا جا رہا۔ ماں باپ اور بھائی بہن اور رشتہ دار و برادری کے لوگ اس کو ایک اچھی بات خیال کرتے ہیں کہ ان کی جوان لڑکی یا لڑکے نے از خود رشتہ طے کر لیا اور پھر وہ پہلے سے ہی شادی کے بندھن میں بندھے ہوئے لڑکا لڑکی کو رسمی طور پر تسلیم کر لیتے ہیں۔

جہاں تک مشرقی سوسائٹی یا بالخصوص ہندوستانی سوسائٹی کا تعلق ہے اس میں کالج کے مباحثوں میں یا ٹی وی کے پروگراموں میں تو لو میریج کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے لیکن اصلیت میں ہماری سوسائٹی کا ایک بڑا حصہ اس کو قبول نہیں کرتا۔ ایک لڑکا لڑکی جب لو میرج کے متعلق سوچ رہے ہوتے ہیں تو ساتھ ہی وہ سوسائٹی کی غضب آلودگی نگاہوں سے بھی ڈر رہے ہوتے ہیں۔ لڑکا لڑکی کے بھائیوں کی مار پیٹ یہاں تک کے قتل کر دینے کے منصوبوں سے ڈر رہا ہوتا ہے۔ اور اگر کہیں لڑکا لڑکی کی ذات الگ ہو تو وہ سوسائٹی کے خوفناک انتقام کو بھی اپنی نظروں کے سامنے رکھتے ہیں۔ اور آئے دن ہمارے معاشرہ میں ایسا ہوتا ہے کہ اس قسم کے جوڑوں کو یا تو قتل کر دیا جاتا ہے اور یا پھر وہ سوسائٹی سے دُور اپنی جان بچا کر کہیں بھاگ رہے ہوتے ہیں۔ اب سوچئے کہ یہ کس بات کی لو میرج ہے جس کو سوائے ٹی وی کے پروگراموں اور اخبارات کے مضامین میں ہی تسلیم کیا جاتا ہے لیکن خدائی زمین پر اس کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ بس مغربی سوسائٹی کی ہم نقل کر رہے ہیں چونکہ ہمارا معاشرہ اس کو قبول نہیں کرتا لہٰذا اس سارے معاملہ میں منافقانہ کردار اور ظالمانہ ردّ عمل نظر آ رہا ہے۔

دوسرے اگر یہ شادی ہو بھی جائے تو اس میں عام طور پر شادی کم اور نوعمری کی ناتجربہ کاری اور احساس ذمہ داری کے فقدان کا زیادہ دخل ہوتا ہے بعض دفعہ جب معاشرہ شدید مخالفت کرتا ہے تو لڑکا لڑکی خوف زدہ ہو کر اس شادی کو چھوڑ دیتے ہیں اور سارے بندھن ایک دم میں ٹوٹ جاتے ہیں۔ اور بعض دفعہ چونکہ ابتدائے عشق میں ہوس پرستی کا بھی غلبہ ہوتا ہے لہٰذا جب ہوش آتی ہے تو لڑکا شادی سے انکار کر دیتا ہے اور بعض دفعہ ایسا بھی ظلم ہوتا ہے کہ لڑکے کے ذہن میں شادی کرنے کا خیال ہی نہیں ہوتا۔ وہ تو صرف وقت گزارنے کیلئے ایک مشغلہ کے طور پر لڑکی کا استعمال کرتا ہے۔ اور جب لڑکی شادی کرنے پر زور دیتی ہے تو وہ انکار کر دیتا ہے اور اگر ایسے میں لڑکی حاملہ ہو جائے تو اس کی زندگی تباہ و برباد ہو جاتی ہے کیونکہ ہماری سوسائٹی میں اتنی جرأت بھی نہیں ہے کہ وہ لڑکی کے اس بچے کو قبول کر سکے اور ایسے میں وہ لوگ بھی جو لو میرج کے حامی ہیں اور لَو میرج کے حق میں اسٹیجوں پر دھواں دھار تقریریں کرتے ہیں ایسے مواقع پر ایسے بچوں کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ بعض تو لڑکی کو اس کے حمل سمیت ٹھکانے لگا دیتے ہیں اور بعض ''رحم دل'' ہسپتالوں کا رُخ کر کے اسقاط کروا دیتے ہیں۔ اب خود ہی سوچئے کہ یہ کس بات کی لو میرج ہے......؟

جس روز بہتّر ایک ہوئے...... (مبارک احمد ظفرؔ لندن)

مرے کفر کا جب اعلان ہوا   مرا پختہ اور ایمان ہوا
جس روز بہتر۷۲ ایک ہوئے   وہ دن یوم فرقان ہوا
انسان کے روپ میں ہی شیطاں   فرعون ہوا ہامان ہوا
اب لاٹھیاں والے☆ میں بھی وہی   سرگرمِ عمل شیطان ہوا
اے کلمہ مٹانے والے خود   ترے مٹنے کا سامان ہوا
تجھے زعم ہے طاقت و کثرت کا   مجھے کافی ربّ رحمان ہوا
تیرا محور فانی دنیا ہے   میرا قبلۂ جاں قرآن ہوا
''سب ٹھاٹھ دھرا رہ جائے گا''   جب اشک کوئی طوفان ہوا
میرے قلم کو نسبت اس سے ہے   جو قلم کا ہے سلطان ہوا
ہر دور میں کلمۂ حق ظفرؔ
اہلُ اللہ کی پہچان ہوا

☆ پاکستان میں ایک مقام۔

☆☆☆☆☆☆☆

لو میرج کو جائز قرار دینے کیلئے ایک دلیل یہ بھی پیش کی جاتی ہے کہ چونکہ معاشرے میں جہیز مانگنے کا رواج ہے اور بعض ماں باپ چونکہ جہیز نہیں دے سکتے اس لئے انکی لڑکیاں غیر شادی شدہ رہ جاتی ہیں ایسے میں اگر لڑکیاں خود آگے بڑھ کر اپنا رشتہ تلاش کر لیں تو حرج کیا ہے۔ حالانکہ یہ دلیل ایسی گھٹیا ہے کہ اس کو کسی صورت میں بھی قبول نہیں کیا جا سکتا۔ حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ منہ سے جہیز مانگنے کی رسم کو ختم کیا جائے۔ اور اس کے لئے حکومت اور سوسائٹی کو آگے آنا چاہئے اگرچہ حکومت کے قانون بنانے اور سزا مقرر کرنے سے بھی یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ جب تک کہ خود سوسائٹی کے لوگوں کا ضمیر اس کے خلاف نہیں جاگتا لہٰذا بجائے ایسی لو میریج کی حوصلہ افزائی کرنے کے جس کو سوسائٹی دل سے تسلیم ہی نہیں کرتی بہتر ہے کہ منہ سے جہیز مانگنے کی رسم کو ختم کرنا چاہئے۔

لو میریج دراصل ان مخلوط تعلیمی یا کاروباری اداروں کی دین ہے جہاں نوجوان لڑکے لڑکیاں اکٹھے تعلیم حاصل کرتے یا ملازمت کرتے ہیں ایک سروے کے مطابق جو گزشتہ دنوں ایک اخبار میں پڑھنے کو ملا تھا ایسے مخلوط تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے لڑکی لڑکیاں بنسبت ایسے اداروں کے جہاں لڑکے لڑکیاں الگ تعلیم حاصل کرتے ہیں ذہنی ٹینشن کا شکار ہوتے ہیں اور بہتر رنگ میں اپنی تعلیم حاصل نہیں کر سکتے بالخصوص ہندوپاک جیسے ممالک میں جہاں اُنہیں سوسائٹی کے مقابلے کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے نتیجہ کے طور پر تعلیم کی کمزوری کے ساتھ ساتھ طرح طرح کی ذہنی بیماریوں کا بھی خطرہ رہتا ہے یہی حال کاروباری اداروں کا بھی ہوتا ہے جن اداروں میں صرف مرد ہیں یا جہاں صرف عورتیں ہیں ان کی نسبت جہاں مرد و عورت مخلوط ملازمت کرتے ہیں وہ ادارہ اس قدر ترقی نہیں کرتا کیونکہ ان کی زیادہ تر توجہ اپنے ساتھی مردوں یا عورتوں کو خوبصورت دکھانے یا ان کو اپنی طرف متاثر کرنے یا مستقبل کے پلان بنانے میں گزر رہی ہوتی ہے۔

جہاں تک اس شادی کا تعلق ہے جو ماں باپ یا بزرگوں کی مرضی سے اور ان کے مشوروں کے مطابق ہوتی ہے عموماً اپنی مرضی سے کی گئی شادی کی نسبت زیادہ کامیاب ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ کوئی بھی والد اپنی اولاد کیلئے بُرا نہیں سوچ سکتا وہ والد جس نے اپنی بیٹی کو بچپن سے نہایت لاڈوں سے پالا پوسا۔ تعلیم دلائی اس کی ہر ضرورت کا خیال رکھا کیا اس کی شادی کے وقت وہ اس کیلئے ایسا رشتہ تلاش کر سکے گا جو اس کے مستقبل کیلئے بہتر نہ ہو ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ لڑکی کے رشتہ کے لئے والد کا ولی بننا نہایت ضروری ہے تاکہ خود سے کوئی قدم اٹھا کر لڑکی ایسا نقصان نہ اُٹھالے جو اس کے مستقبل کو تاریک بنا دے۔ لیکن چونکہ بعض والدین فطرتی اعتبار سے ضدی اور غصے والے بھی ہو سکتے ہیں اور بلاوجہ اپنی مرضی کو غالب کرنا چاہتے ہیں لہٰذا ایسی صورت میں لڑکی کو اختیار ہے کہ وہ اگر والد کے بتائے ہوئے رشتہ کو پسند نہیں کرتی تو اس سے انکار کر دے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک کنواری لڑکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اس کے والد نے اس کی شادی ایسی جگہ طے کر دی ہے جو اس کو پسند نہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اختیار دیا کہ چاہے تو وہ شادی کو قائم رکھے یا چھوڑ دے۔

(ابوداؤد باب فی البکر یزوّجھا ابوھا ولا یُشاوِرُھا، حدیقۃ الصالحین صفحہ ۴۱۱)

لیکن پھر بھی ایسی بچی جب بھی نکاح کرے گی ضرور کوئی نہ کوئی ولی بنے گا اگر ایسی لڑکی کا کوئی ولی نہ ہو تو حاکم وقت یا اس کا کوئی نمائندہ اس کا ولی بن سکتے ہیں جو اس رشتہ کے سیاہ و سفید کا جائزہ لیکر لڑکی کے مستقبل کی حفاظت کر سکے۔ تاکہ وہ بھی دیکھ لیں کہ لڑکی کہیں وقتی جذبات کے تحت تو فیصلہ نہیں کر رہی۔

لہٰذا اسلام کی تعلیم میں اگرچہ والد کو رشتہ کے وقت لڑکی کا ولی بنایا گیا ہے لیکن رشتہ کی منظوری دینے کا اختیار

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا میں پھیلی ہوئی جماعت ہائے احمدیہ کو ایک اُمّت واحدہ بنایا ہوا ہے اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد تھا۔

اگر آج اس نکتے کو مسلمان سمجھ لیں اور جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھتے ہوئے مسیح محمدی کی بیعت میں آ جائیں تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی غلام بن جائیں گے اور مسلمانوں کی طرف اٹھنے والی ہر دشمن آنکھ اور بد ارادے سے بڑھنے والا ہاتھ اس عافیت کے حصار سے ٹکرا کر نہ صرف بے ضرر ہو جائے گا بلکہ خدا تعالیٰ کی پکڑ کے نیچے آ جائے گا۔

جلسہ سالانہ برطانیہ کے نہایت کامیاب و بابرکت انعقاد اور اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کے نزول پر جذبات تشکر کا اظہار۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام انتظامات پہلے سے بہتر تھے۔ انتظامات کو مزید بہتر بنانے کے سلسلہ میں اہم ہدایات۔ جلسہ میں شامل ہونے والے غیر از جماعت مہمانوں اور بعض پہلی دفعہ شامل ہونے والے احمدیوں کے تأثرات کا رُوح پرور بیان۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی محبت دلوں میں ڈالی ہے جس کی مثال آج دنیا میں کہیں نہیں ملتی اور آپ کے ناطے پھر یہ خلافت سے محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ اخلاص اور وفا اور محبت میں ہر احمدی کو بڑھاتا چلا جائے اور اللہ تعالیٰ کے انعامات پر ہمارے جذبات تشکر پہلے سے بڑھ کر ظاہر ہوں اور ہماری تمام محبتوں کا مرکز خدا تعالیٰ کی ذات بن جائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 31 رجولائی 2009ء بمطابق 31 روفا 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ اتوار کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ یوکے اپنی تمام تر برکتوں سے نہ صرف یہاں شامل ہونے والوں بلکہ دنیا میں ہر جگہ جہاں بھی احمدیوں نے ایم ٹی اے کے ذریعہ سے اس میں شمولیت کی ان کو سیراب کرتے ہوئے اپنے اختتام کو پہنچا تھا۔ اس بات پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا میں پھیلی ہوئی جماعت ہائے احمدیہ کو ایک امت واحدہ بنایا ہوا ہے اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد اور ایک اہم کام تھا۔ اگر آج اس نکتے کو مسلمان سمجھ لیں اور جماعت احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھتے ہوئے مسیح محمدی کی بیعت میں آ جائیں تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے حقیقی غلام بن جائیں گے اور مسلمانوں کی طرف اٹھنے والی ہر دشمن آنکھ اور بد ارادے سے بڑھنے والا ہاتھ اس عافیت کے حصار سے ٹکرا کر نہ صرف بے ضرر ہو جائے گا بلکہ خدا تعالیٰ کی پکڑ کے نیچے آ جائے گا۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے 120 سال سے بلکہ اس سے بھی زائد عرصہ سے یہ نظارے دیکھ رہے ہیں۔ اگر یہ انسانی سلسلہ ہوتا تو ان دشمنوں اور مخالفین جو تمام تر ظاہری طاقتیں بھی رکھتے ہیں ان کے حملوں سے کب کا ختم ہو جاتا۔

ہر سال مَیں جلسہ پر ان فضلوں کا ذکر کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے دوران سال جماعت پر کئے ہوتے ہیں۔ ان واقعات میں سے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے ہوئے ہوتے ہیں چند ایک لیتا ہوں اور وقت کی کمی کی وجہ سے ان میں سے دس فیصد بھی بیان نہیں کر سکتا۔ بہرحال یہ تو مختلف موقعوں پر یا تحریر میں جماعت کے سامنے وقتاً فوقتاً آتے رہیں گے۔ اس وقت مَیں حسب روایت جلسہ کے حوالہ سے شکر کا ذکر کروں گا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے لیکن یہ شکر تو ہم ان باتوں کا کر سکتے ہیں جو ظاہری ہیں اور جن کا ہمیں پتہ چل جاتا ہے، اکثریت کو ان کا احساس ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل جلسے کے دنوں میں ایسے ہوتے ہیں جن کا ہمیں پتہ ہی نہیں چل رہا ہوتا۔ یا اکثریت کو پتہ نہیں چل رہا ہوتا۔

اللہ تعالیٰ سورۃ النحل کی ایک آیت میں فرماتا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (النحل:19) اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو اسے احاطے میں نہ لا سکو گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ پس یہ بات ہمیں اس طرف توجہ دلانے والی ہونی چاہئے کہ ہماری زبانیں اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار ہمیشہ کرتی چلی جائیں۔ اُن باتوں پر بھی شکر گزاری جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو ہم نے دیکھا اور اُن باتوں پر بھی شکر گزاری جن کا ہمیں علم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جلسے کے دنوں میں پہلے دن بارش برسائی تو یہ بھی ہمارے فائدے کے لئے تھی، بارش روکی تو وہ بھی ہم پر فضل فرماتے ہوئے۔ ہر قسم کے شر سے ہمیں محفوظ رکھا جن کا ہمیں علم بھی نہیں تھا۔ پھر آج کل اِن ملکوں میں بلکہ پوری دنیا میں جو سوائن فلو (Swine Flu) پھیلا ہوا ہے، انفلوائنزا ہے، بڑی فکر تھی اور خیال تھا کہ جلسے کی وجہ سے جب مختلف جگہوں سے لوگ جمع ہوں گے تو یہ بھی علم نہیں کہ کس کس نے کس کس قسم کے جراثیم اٹھائے ہوئے ہیں اور عام حالات میں بھی جبکہ وبائی یا خطرناک بیماریاں نہ بھی پھیلی ہوں تب بھی ایک دوسرے سے بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ بہرحال یہ خیال تھا کہ کیونکہ اس طرح فلو پھیلا ہوا ہے تو جلسے کے دنوں میں چند فیصد لوگوں کو یہ ضرور متاثر کرے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور سوائے چند ایک کیسز کے یعنی تین چار جو میرے علم میں آئے ہیں یہ بیماری کسی کو نہیں لگی۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک بہت بڑا فضل ہے۔ پس سب سے پہلے تو ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں اور پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اس کے فضل کو مانگتے ہیں تا کہ اس کے فضل ہم پر بڑھتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ (البقرۃ:159) پس یقیناً اللہ تعالیٰ بہت قدر دان اور جاننے والا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ شَاکِر استعمال ہوتا ہے تو اس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اگر ہمارے شکر ہمارے دل کی گہرائیوں سے ادا ہو رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ پھر ان کی بڑی قدر کرتا ہے اور فرماتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراہیم:8) اگر تم شکر ادا کرو گے تو مَیں تمہیں اور بھی زیادہ دوں گا۔ پس یہ حقیقی شکر گزاری تب ہو گی جب مستقل مزاجی سے ہم خدا تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ہے۔ وہ قدر دان ہے اور علم بھی رکھتا ہے۔ اُسے علم ہے کہ کون حقیقی شکر ادا کر رہا ہے۔ اسے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو حقیقی شکر گزار بننا چاہئے اور بننے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اب اس مختصر ذکر کے بعد

مَیں کارکنان اور کارکنات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور تمام شامل ہونے والوں کو بلکہ دنیا میں کسی جگہ بھی بیٹھ کر جلسہ کی کارروائی سننے والوں کو جو یہاں شامل ہوئے ہیں ان کو بھی اور جو دنیا میں سُن رہے تھے ان کو بھی ان کارکنان اور کارکنات کا شکرگزار ہونا چاہئے۔ کیونکہ والنٹیئرز کا ایک حصہ ایسا ہے جو دنیا میں جلسہ کے تمام پروگرام دکھانے میں ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے اور انسانوں کی شکرگزاری کا ہمیں حکم بھی ہے۔ کیونکہ یہ شکرگزاری پھر خدا تعالیٰ کی حقیقی شکرگزاری کی طرف لے جاتی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وَمَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہ کہ جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکرگزار نہیں ہوتا۔ یا شکر ادا نہیں کرسکتا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 6 مسند النعمان بن بشیر)

اس دفعہ مجھے اکثر ملنے والوں نے یہی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انتظامات گزشتہ سالوں کی نسبت بہت اچھے تھے۔ تمام کارکنان اور کارکنات پہلے سالوں کی نسبت زیادہ مستعد اور اچھے اخلاق سے پیش آنے والے تھے۔ ہر شعبے نے اپنے فرائض کو اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق احسن رنگ میں ادا کرنے اور مہمانوں کی مہمان نوازی کے لئے اپنی تمام تر طاقتیں صرف کرنے کی کوشش کی۔ اس پر مہمانوں کو بھی بہت زیادہ شکرگزار ہونا چاہئے۔ مَیں جلسہ گاہ میں آتے جاتے بعض نوجوانوں اور لڑکوں کے چہرے دیکھا کرتا تھا تو صاف ظاہر ہو رہا ہوتا تھا کہ نیند کی کمی ہے اور تھکاوٹ کی شدت ہے۔ لیکن پھر بھی بڑی مستعدی سے اپنے کام پر کھڑے تھے۔ بلکہ میرے علم میں آیا کہ جلسے کے دنوں میں ایک شعبے کے ناظم اور ناظمہ جو بہن بھائی تھے، وہ بے آرامی کی وجہ سے، مستقل ڈیوٹی کی وجہ سے اور پھر انہوں نے صبح ناشتہ بھی نہیں کیا، کھانا نہیں کھایا یا رات کو کم کھانا کھایا تھا، بہرحال اس کی وجہ سے بیہوش ہو گئے۔ لگتا ہے یہ بہن بھائی ارادہ کر کے آئے تھے کہ کس حد تک ہم اپنے آپ کو مشقت میں ڈال سکتے ہیں تاکہ ایک لمحہ بھی خدمت کا ضائع نہ ہو۔ لیکن یہ غلط چیز ہے۔ اس مشقت کی وجہ سے بیہوش ہوئے اور ڈاکٹری حکم کے مطابق ان کو پھر اس خدمت سے محروم ہونا پڑا اور آخری دن وہ ڈیوٹی نہیں دے سکے۔ تو اس لحاظ سے بھی اپنا خیال رکھنا چاہئے اور انتظامیہ کو بھی جوان کے ناظمین یا افسران ہوتے ہیں خیال رکھنا چاہئے کہ کچھ نہ کچھ آرام کا وقت بھی دیا کریں اور ان کے کھانے پینے کا بھی خیال رکھا کریں۔ یہ بے لوث خدمت کے جذبوں کی بہت سی مثالیں ہیں جو ہمیں ڈیوٹی کے حوالے سے جلسہ کے دنوں میں نظر آتی ہیں۔ عجیب عجیب روحیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائی ہیں۔ ان ڈیوٹی دینے والوں میں ایشین بھی تھے، یہاں کے مقامی انگریز لوگ بھی تھے، یہاں بسنے والے افریقن ممالک سے آئے ہوئے لوگ بھی تھے۔ گویا جس طرح جلسہ سننے والے ملٹی نیشنل تھے، ڈیوٹیاں دینے والے بھی مختلف قومیتوں کے تھے۔ پس یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت پر فضل۔ بچے ہیں تو انہوں نے اپنی ذمہ داری کو جواُن کے سپرد کی گئی تھی، پانی پلانے کی یا کھانا کھلانے کی یا کسی بھی کام کرنے کی، بڑے احسن رنگ میں ادا کیا۔ بڑے ہیں تو انہوں نے احسن رنگ میں ادا کیا۔ نوجوان ہیں، لڑکیاں ہیں عورتیں ہیں سب نے اپنے اپنے فرائض کو بڑی خوبی سے ادا کیا۔

اس سال حکومتی ادارے کی طرف سے ہیلتھ اینڈ سیفٹی (Health & safety) کی طرف خاص توجہ دینے کے لئے کہا گیا تھا۔ اس کے لئے بھی ایک نیا شعبہ قائم کیا گیا اور مختلف مواقع پر اس شعبے کو اس سے متعلقہ حکومتی نمائندے چیک بھی کرتے رہے۔ انسپیکشن (Inspection) کے لئے آتے رہے۔ کیونکہ ہیلتھ اینڈ سیفٹی جلسہ سالانہ کے ہر شعبہ سے بھی تعلق رکھتی ہے اور جلسہ گاہ سے بھی تعلق رکھتی ہے۔ مہمانوں سے متعلق معاملات بھی ہیں اور کارکنوں سے متعلق بھی۔ اس لئے فکر تھی کہ کہیں کوئی کمی نظر آئی تو ان کو بہانہ مل جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر جگہ کے انتظامات ان کے معیار کے مطابق تھے۔

پھر پہلے دن خطبہ میں مَیں نے صفائی کی طرف توجہ دلائی تھی تو مجھے مہمانوں میں سے بعض کے خط آئے کہ آپ نے خطبے میں دروازوں پر پائیدان یا ٹاٹ رکھنے کی طرف توجہ دلائی تھی تاکہ بارش کی وجہ سے جو گند اور کیچڑ وغیرہ ہے اندر نہ جائے۔ جمعہ کے بعد جب مَیں غسل خانے میں گیا ہوں تو وہ بچھے ہوئے تھے اور پھر جہاں کارکنوں نے غسلخانوں میں صفائی کا خیال رکھا ہے مہمانوں نے بھی میرے کہنے کے مطابق اس پر عمل کیا اور غسلخانوں کو استعمال کرنے کے بعد اکثر نے صاف کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک فضل ہے کہ خلیفہ وقت کی آواز پر احمدیوں کو اطاعت کرنے کی توفیق ملتی ہے اور فوری طور پر عمل کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔

پھر جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا سوائن فلو کی وبا پھیلی ہوئی ہے۔ اس کے بچاؤ کے لئے مَیں نے ہومیوپیتھی دوائی استعمال کرنے کا کہا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس پر پوری طرح عمل ہوا۔ کارکنان نے جو ہومیوپیتھی کے شعبہ کے متعلقہ کارکنان تھے، انہوں نے اسے مہیا کرنے کی پوری کوشش کی اور روزانہ 15-20 کلو دوائی استعمال ہوتی تھی۔ اتنی زیادہ مقدار میں دوائی کو مکس (Mix) کرنا بھی بہت مشکل کام ہے۔ مجھے یہ تو نہیں پتہ کہ وہ صحیح طرح مکس (Mix) کرتے رہے اور پھر دیتے رہے کیونکہ لیکوئڈ (Liquid) گولیوں پہ ڈال کے پھر دوائی بنائی جاتی ہے یا صرف میٹھی گولیاں ہی کھلاتے رہے۔ لیکن بہرحال یہ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا کہ ان میٹھی گولیوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے شفا رکھ دی۔ تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ لجنہ کی طرف سے ایک دفعہ رپورٹ ملی کہ ایک خاتون نے دوائی کھانے سے انکار کیا، شاید اس لئے انکار کیا ہو کہ اس نے میرا خطبہ نہیں سنا تھا یا ہدایات نہیں سنی تھیں۔ تو ڈیوٹی پر مقرر کارکنہ جو تھی اس نے کہا ٹھیک ہے اگر تم خلیفہ وقت کی بات نہیں مانتی تو تمہاری اپنی ذمہ داری ہے۔ اس پر فوراً اس نے ہاتھ بڑھا دیا کہ مجھے دوائی دے دو۔ تو یہ نظارے ہیں اطاعت کے جو احمدیوں میں نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے یہ بھی چھوٹے چھوٹے انعامات ہیں جو بظاہر چھوٹے لگتے ہیں لیکن بے انتہا انعامات ہیں جن کو ہم گن نہیں سکتے۔

اس سال عورتوں کی مارکی میں بھی عمومی رپورٹ یہی ہے کہ عورتوں نے جلسے کی کارروائی بڑی اچھی طرح سنی۔ کارکنات کو بہت کم خاموش کروانے کے لئے لکھے ہوئے بورڈ سامنے رکھنے پڑے۔ لیکن بہرحال ایک امریکہ سے آئی ہوئی خاتون نے مجھے کہا کہ عورتیں خاموش نہیں تھیں اور جلسہ پوری طرح سنا نہیں گیا۔ شاید کہیں ایک آدھ جگہ تھوڑے وقت کے لئے یہ صورت پیدا ہوئی ہو تو ہوئی ہو۔ لیکن عمومی طور پر یہی رپورٹ ہے کہ بڑی خاموشی سے سنا گیا اور بعض لوگوں کو مَیں نے دیکھا ہے کہ ان میں اچھائیاں تلاش کرنے کی بجائے کچھ برائیاں تلاش کرنے کی بھی عادت ہوتی ہے۔ تو یہ خاتون بھی شاید انہی میں سے تھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے چونکہ میری تسلی کروانی تھی اتفاق سے فوراً ہی امریکہ کی ایک بچی، کالج کی سٹوڈنٹ، جو پہلی دفعہ جلسہ میں شامل ہوئی ہے وہ ملنے کے لئے آ گئی۔ اس سے میں نے پوچھا کہ پہلی دفعہ آئی ہو کیسا لگا جلسہ؟ سنا ہے لجنہ کی مارکی میں شور تھا۔ تو اس نے فوراً کہا بالکل نہیں مَیں مختلف جگہوں پہ جا کے بیٹھتی رہی ہوں اور بڑی توجہ سے تمام عورتوں نے، بچیوں نے جلسہ سنا ہے اور خاص طور پر میری تقاریر کے دوران بڑی خاموشی رہی ہے۔ شور کا تو سوال ہی نہیں بلکہ مَیں تو اتنی متاثر ہوئی ہوں کہ بیان نہیں کر سکتی۔ تو جو اعتراض امریکہ سے آیا تھا اس کا توڑ بھی امریکہ سے آ گیا۔ بہرحال عورتیں بھی اور مرد بھی ہمیشہ یاد رکھیں کہ جلسہ کی اصل برکات جلسے کی کارروائی سننے میں ہی ہیں۔

جلسہ کے انتظامات میں جو کمزوری رہی، یہ نہیں مَیں کہتا کہ ان کا ذکر نہیں کرنا چاہئے ان کا ذکر کرنا بھی ضروری ہوتا ہے اور کرنا چاہئے تاکہ آئندہ خیال رہے۔ لیکن جو کمزوریاں رہتی ہیں اس میں بھی بعض جگہ میں نے دیکھا ہے مہمانوں کا زیادہ قصور ہوتا ہے۔ جرمنی کا جلسہ بھی آ رہا ہے جس میں کسی حد تک UK کے جلسے کا رنگ ہوتا ہے پھر دنیا میں باقی جگہ بھی جلسے منعقد ہوتے ہیں تو جب مَیں ہدایات دیتا ہوں تو باقی دنیا کو بھی اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

مجھے اس دوران ایک رپورٹ ملی کہ اسلام آباد میں بعض رہائشی خیموں میں جب لوگ جلسے کے لئے گئے ہوئے تھے تو کچھ چوریاں ہوئی ہیں۔ خیموں میں رہنے والے مہمانوں کو خود یہ خیال رکھنا چاہئے تھا کہ قیمتی چیزیں چھوڑ کر نہ جائیں اور اس طرح نہ ہی انتظامیہ کو ابتلاء میں ڈالیں اور نہ اپنے آپ کو۔ یہ ان مہمانوں کا قصور ہے جو باوجود بار بار کے اعلان کے کہ قیمتی چیزوں کو امانات کے دفتر میں رکھوائیں۔ پھر بھی اپنے خیموں میں چھوڑ کے گئے۔ کھلی جگہ چھوڑ کر جانا ویسے ہی لاپرواہی ہے۔ بے شک اگر ہر جگہ اچھا ماحول بھی ہو غلط قسم کے لوگ بھی آ جاتے ہیں اور آتے ہیں۔ اور جبکہ خیمے بھی کھلی جگہ پر ہوں اور ان کے اندر جانا بھی آسان ہو تو سامنے چیزیں پڑی ہوں تو دعوت دینے والی بات ہے۔ اور مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ نہ صرف ان کی لاپرواہی ہے بلکہ بے وقوفی ہے جو بے احتیاطی کر کے اپنی قیمتی چیزیں چھوڑ کر چلے گئے۔ یا تو ساتھ لے کر جانی چاہئے تھیں یا جیسا کہ مَیں نے کہا دفتر میں متعلقہ کارکنان کے سپرد کر کے جانی چاہئے تھیں۔ لیکن انتظامیہ کو بھی اپنے انتظام بہتر کرنے چاہئیں۔ یہ افسر جلسہ سالانہ کا کام ہے کہ متعلقہ شعبہ کی طرف سے خیموں میں بھی بار بار اعلان ہو اور دوسرے یہ کہ آپ جہاں بھی خیمہ بستیاں بناتے ہیں، آبادی کرتے ہیں، جہاں ٹینٹ لگاتے ہیں وہاں اس جگہ کو مکمل طور پر فینس (Fence) کرنا چاہئے اور صرف ایک یا دو گیٹس (Gates) ہوں اور وہاں پر بھی ڈیوٹی پر کارکنان موجود ہوں۔ جرمنی میں بھی اس طرح خیمے لگتے ہیں ان کو بھی خیال رکھنا چاہئے۔ ان کا جلسہ بھی قریب آ رہا ہے کیونکہ ایک دوسرے سے جیسا کہ مَیں نے کہا سبق بھی لینا چاہئے اور گیٹوں پہ علاوہ راؤنڈ کے سیکیورٹی کا انتظام بھی ہو۔ تو بہرحال یہ ایک زیادہ شکایت تھی جس کا ذکر کرنا ضروری ہے کیونکہ باقی جگہوں پہ بھی ہو سکتی ہے۔

عمومی سیکیورٹی اور ٹریفک وغیرہ کے انتظامات اللہ کے فضل سے بہت اچھے تھے اور آج کل جو دنیا کے حالات ہیں، ہر ملک میں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔ گزشتہ سال سے پولیس کو بلکہ دو سال پہلے جو شکایات اٹھی تھیں وہ گزشتہ سال سے دور ہونی شروع ہو گئی تھیں۔ لیکن اس سال تو پولیس انسپکٹر نے لکھ کر دے دیا ہے اور کہا ہے کہ چاہے آپ اخبارات میں شائع کروا دیں کہ ٹریفک کی بہترین پابندی کی گئی اور بہترین ڈسپلن کا مظاہرہ کیا گیا جو ہمیں کہیں اور دیکھنے میں نظر نہیں آتا۔

ایک غیر از جماعت مہمان نے یہ اظہار کیا کہ گو یہاں مین روڈ پر پولیس والے کھڑے تھے لیکن وہ بھی ٹریفک کنٹرول کرنے کے لئے باہر ہی کھڑے تھے جلسہ کے اندر یعنی حدیقۃ المہدی کے اندر نہیں آئے۔ گو اس کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ انہوں نے کہا کہ ایسے مجمع میں تو بے انتہا پولیس کی ضرورت پڑتی ہے اور پھر بھی کنٹرول نہیں ہوتا۔

آلٹن کے میئر نے بھی یہی کہا ہے کہ جو میرے تحفظات تھے کہ شاید دوسری اسلامی تنظیموں کی طرح نہ ہوں سب دُور ہو گئے ہیں اور اب مَیں کھل کر یہ کہتا ہوں کہ آپ سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو انتظامات کئے گئے ان میں جہاں کارکنوں نے بھرپور جذبے سے کام کیا وہاں مہمانوں نے بھی تعاون کیا۔

خاص طور پر ٹرانسپورٹ کے سلسلے میں، اس سال ٹرین کا بھرپور استعمال ہوا اور یہ پسند بھی کیا گیا اور تقریباً سب نے اس بات کا برملا اظہار کیا کہ ہمیں جلسہ گاہ پہنچنے میں بڑی سہولت رہی اور اپنی کار میں آنے سے جو ذہنی تناؤ اور کوفت ہوتی ہے اس سے بھی ہم بچے رہے اور ٹریفک جام وغیرہ سے بھی جان چھوٹ گئی۔

ایک بات جس کا اس مرتبہ مہمانوں نے میرے پاس اظہار کیا اور یہ بڑی اچھی بات ہے کہ امیر صاحب اور جلسے کی انتظامیہ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ رہائش گاہوں پر بار بار آ کر ہماری ضرورتوں کے بارے میں امیر صاحب بھی پوچھتے رہے اور انتظامیہ بھی پوچھتی رہی اور یہی نمونہ ہے جو ہمیشہ قائم بھی رہنا چاہئے اور دنیا کے باقی ممالک میں بھی انتظامیہ کو دکھانا چاہئے۔

باہر کی دنیا میں بسنے والے احمدی یا بیمار اور مجبور احمدی جو جلسہ میں شامل نہیں ہو سکے ان کے بھی شکریہ کے بے شمار خطوط اور فیکسز آ رہی ہیں کہ ایم ٹی اے کا شکریہ ادا کر دیں جنہوں نے ہمارے لئے یہ تمام پروگرام اور عالمی بیعت دیکھنے اور سننے اور شامل ہونے ممکن بنائے۔ عربوں کی طرف سے بھی بے شمار پیغامات آئے ہیں کہ 24 گھنٹے جلسے کی کارروائی رہی اور ہمارے ایمانوں میں ایک عجیب روحانی تازگی پیدا ہوتی رہی۔ تمام دنیا ایم ٹی اے کے تمام کارکنان اور کارکنات کا شکریہ ادا کر رہی ہے۔ بہرحال میں اپنی طرف سے بھی تمام کارکنان کام کرنے والے اور کام کرنے والیاں جو ہیں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے کسی بھی رنگ میں جلسے کے مہمانوں کی خدمت کی اور جلسے کے مہمانوں کا بھی شکریہ کہ انہوں نے بعض کمیوں اور کمزوریوں کو دیکھتے ہوئے بھی صَرفِ نظر کیا۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مخلوقات کو اٹھائے گا تو اپنے ایک بندے سے پوچھے گا کہ میرے ایک بندے نے تجھ پر احسان کیا۔ کیا تُو نے اس کا شکریہ ادا کیا؟ تو وہ جواباً کہے گا کہ اے میرے ربّ مجھے معلوم تھا کہ یہ تیری طرف سے احسان ہے اس لئے مَیں نے تیرا شکر ادا کیا۔ اس پر اللہ کہے گا کہ تُو نے میرا شکریہ ادا نہیں کیا کیونکہ تُو نے اس کا شکریہ ادا نہیں کیا جس کے ہاتھ سے مَیں نے تجھ پر احسان کیا۔

تو یہ ہے رویّہ جو مومنوں کا ایک دوسرے کے لئے ہونا چاہئے اور یہی رویے ہیں جو ایک لڑی میں پروئے جانے کے نظارے پیش کرتے ہیں۔

اب مَیں بعض مہمانوں کے تاثرات پیش کرنا چاہتا ہوں جو جماعت میں شامل نہیں لیکن جلسے میں شامل ہوئے ہمارے تعلقات کی وجہ سے ان کو موقع ملا۔ اور انتظامات سے بھی بے حد متاثر ہوئے اور جلسے کے ماحول نے بھی ان پر ایک روحانی اثر ڈالا۔ اسی طرح بعض احمدی جو پہلی دفعہ آئے اور جلسے نے ان کی زندگیوں میں انقلاب پیدا کیا ان کے بھی کچھ تأثرات ہیں۔

پہلے تو سویڈن کی کال مارک کاؤنٹی کے صدر ہیں یورپی یونین سے نمائندگی کر رہے ہیں، راجر کیلف۔ انہوں نے وہاں جلسے پہ کچھ بیان بھی کیا تھا، لکھ کر بھی دیا کہ مَیں نے اپنے ملک میں اپنی پارٹی کے لئے دنیا کے بہت سے ملکوں میں کانفرنسوں میں شرکت کی ہے اور آرگنائز بھی کی ہیں اور جلسے بھی اٹینڈ (Attend) کئے ہیں مگر جو پیار اور محبت کی فضا ہر رنگ، نسل اور ملک اور مختلف لباس پہنے ہوئے احباب کے درمیان دیکھی ہے مجھے اس کی مثال کہیں نظر نہیں آئی۔ اور خاص طور پر لمبے لمبے اجلاس اٹینڈ کرنے کے بعد پنڈال سے باہر آ کر تھکاوٹ کا بالکل احساس نہیں ہوا کیونکہ ہر طرف سے احباب اتنے پیار اور محبت سے ملتے تھے کہ تھکاوٹ کا پتہ ہی نہیں چلتا تھا۔ افریقہ سے آئے ہوئے بادشاہ اور یورپ سے آئے ہوئے پارلیمنٹ کے ممبران اور دوسرے سیاسی لیڈران کو بھی ملنے کا جماعت احمدیہ نے پلیٹ فارم مہیا کیا ہے۔ جو اپنی مثال آپ ہے۔

پھر سویڈن کے ہی ایک بڑے بوڑھے سیاستدان ہیں 74-75 سال ان کی عمر ہے، کہتے ہیں کہ پیار محبت اور ڈسپلن کا جو مظاہرہ مَیں نے ان تین دنوں میں اس جلسہ گاہ میں دیکھا ہے وہ بے مثال تھا، ایک ہی آواز پر سب کھڑے ہو جاتے تھے اور ایک ہی آواز پر سب بیٹھ جاتے تھے اور یہ سب صرف ایک شخص کی محبت کی وجہ سے تھا۔ یہ میری زندگی کا پہلا اور واحد اور عجیب تجربہ تھا جس کو مَیں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ مَیں نے اپنی 74 سالہ زندگی میں جس مسرت اور لذت کا تجربہ یہاں کیا وہ منفرد ہے جو میرے لئے بیان کرنا ممکن نہیں۔

پھر قازقستان کے ایک پروفیسر گنگس کَزَاکْمِتُولِی صاحب ہیں ورلڈ ہسٹری کے پروفیسر ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ جلسہ سالانہ کا یہ اجتماع جماعت احمدیہ کی تعلیمات کی خوبصورتی اور اس کے حسین نظریات کی کامیابی کی گواہی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ جماعت کے نظریات دوسرے مذاہب کا احترام سکھاتے ہیں۔ نیز ایک پُر امن خوشیوں بھری زندگی کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ انجام کار یہ نظریات ہی کامیاب ہوں گے۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ مسلم جماعت احمدیہ کو تمام نیک مقاصد میں کامیاب کرے۔ ہم پہلی دفعہ یہاں آئے ہیں۔ ہم نے سوچا بھی نہ تھا کہ اس طرح عزت اور احترام کے ساتھ ہمارا استقبال ہو گا۔ جو ہم نے یہاں ان دنوں میں دیکھا ہے اس کی ہم کو توقع نہیں تھی۔

پھر قازقستان کے ہی ایک پروفیسر سرگئی مانا کوف صاحب ہیں وہ لکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کی تعلیمات سے متعارف ہونے کی طرف پہلا قدم ہے لیکن یہ معلوم ہو چکا ہے کہ جماعت احمدیہ کی تعلیمات انسانی ہمدردی، امن، آشتی اور تمام انبیاء اور مذاہب کے احترام پر مبنی ہیں۔ ایسے لوگوں کے درمیان ہونا ایک اعزاز کی بات ہے کہ جنہوں نے حق کو تلاش کر لیا ہے اور اب ساری دنیا تک پہنچانے کے لئے اس حق کو اپنے ساتھ لئے پھرتے ہیں۔ جلسہ سالانہ میں شمولیت سے یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ جماعت احمدیہ کے لئے سب سے قیمتی اور قابل قدر چیز اللہ کی مخلوق اور اس کی بھلائی ہے۔ یہ بات یہاں آنے والے مختلف ممالک کے نمائندگان سے بات چیت کرنے سے معلوم ہوئی ہے۔ جماعت احمدیہ دنیا بھر میں ضرورتمندوں اور محتاجوں کی خدمت کے لئے سکولز، ہسپتال، لائبریریاں تعمیر کرتی ہے اور یہ بڑی ضروری چیز ہے۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ حسن خلق میں جماعت احمدیہ کا ایک امتیازی نشان ہے، جلسہ سالانہ میں مختلف ممالک سے شامل ہونے والے مذہبی و غیر مذہبی لوگ عام ٹورسٹس نہیں ہیں۔ بلکہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی تعلیمات کی حقیقت سمجھنے والے اور ان پر عمل کرنے والے ہیں۔ ہمیں اس بات کا اچھی طرح اندازہ ہے کہ جلسے میں شامل ہونے والے ہزاروں مہمانوں کی مہمان نوازی اور ان کی دیکھ بھال ایک بہت مشکل کام ہے۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ بدلے کے طور پر آپ سب اور آپ کے اہل و عیال صرف اور صرف خدا کی رضا اور اس کے فضل کے امیدوار ہیں۔

پس یہی ہے جو ہمارے کارکنان کا طرہ امتیاز ہے اور اس کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم مہمان نوازی اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جائے۔

پھر قازقستان ہی کی ایک عورت نے اپنے جذبات کا اس طرح اظہار کیا کہ: اپنے ساتھ سب کے حسن سلوک کو ہم نے ایسے محسوس کیا کہ جیسے ہم وہ مہمان ہوں جن کا دیر سے انتظار تھا اور ہمارے سب کاموں کا بہت خیال رکھا گیا۔ ہم دل کی گہرائیوں سے عالمگیر جماعت احمدیہ کے حق میں اس امر کے لئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو ترقی پر ترقی دیتا چلا جائے اور جماعت کی سچی تعلیمات کا نور دنیا کے ہر ملک، شہر اور انسانی روح کو منور کر دے۔

پھر جو بینن سے آئے ہوئے تھے ڈاکٹر جان الیگزانڈر روز یر مملکت برائے سیاسی امور اور مشیر خاص صدر مملکت کے۔ یہ جب مَیں دورے پہ گیا ہوں تو مجھے وہاں بارڈر پر ریسیو (Recieve) کرنے آئے تھے اس وقت سے ان کی دوستی کا ہاتھ بڑھا ہوا ہے اور بڑے وفا سے نبھا رہے ہیں حالانکہ عیسائی ہیں۔ یہ لکھتے ہیں کہ کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے اور دنیا میں اسلام کا مستقبل صرف احمدیت ہی ہو سکتی ہے اور احمدیت نے ہمیں اسلام کا ایک نیا چہرہ دکھایا ہے جو اس سے قبل ہم نے کسی مسلمان میں نہیں دیکھا اور یہ دراصل محبت، بھائی چارے، خلوص اور انسانیت کی خدمت کا چہرہ ہے۔ روحانیت کی اعلیٰ اقدار کا حامل چہرہ ہے۔ علم اور روحانیت کا زبردست امتزاج ہے۔ محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں کا ماٹو ہی ہے جس کی عملی تصویر جماعت احمدیہ ہے جو ایک الٰہی مذہب کا مقصد ہوتا ہے اور اسی سے آج ساری دنیا کو سبق حاصل کرنا چاہئے۔ کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ کے بارے میں بتایا گیا تھا کہ 30 ہزار لوگ شامل ہوتے ہیں لیکن ہمارے لئے یہ بات ماننے والی نہیں تھی۔ یہاں آ کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ سارے انتظامات پُر امن اور پُر سکون ماحول، محبت و خلوص اور ایک دوسرے کے احترام سے پُر ہے۔ کہتے ہیں یوں لگتا ہے کہ یہ کوئی اور ہی مخلوق ہو جس کو دنیا کی خودغرضی اور مسائل سے کوئی تعلق نہ ہو۔ یہ تو لوگ نہیں فرشتے ہیں جنہوں نے آسمان سے زمین پر آ کے رہنا شروع کر دیا ہے۔ انتظامات میں چھوٹے چھوٹے بچوں کی اس طرح تربیت ہوئی ہے گویا ماؤں کے رحموں سے تربیت پا کر آئے ہیں۔ کاش ہمارے ملک بینن میں بھی ہم ایسے ہو جائیں۔ ہر ایک نے بڑی عزت اور محبت سے ہمارا خیال رکھا ہے۔ ہماری زندگی میں اس کی یاد ہمیشہ رہے گی۔

تو یہ تربیت ہے جو یقیناً احمدی بچوں کی مائیں کرتی ہیں اور اس کو جاری بھی رکھنا چاہئے۔ یہی چیز ہے جو احمدیت کا طرہ امتیاز ہے۔

پھر کہتے ہیں: ایسا بھائی چارے کا ماحول ملا ہے جو بینن میں کبھی نہیں ملا۔ آج بھی دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو امن بھائی چارہ چاہتے ہیں کاش دوسرے سب مسلمان احمدیت کو سمجھ لیں۔ پھر کہتے ہیں کہ عالمی بیعت اور آخری روز کا جو میرا خطاب تھا اس نے تو ہماری دنیا بدل دی۔ (حالانکہ ابھی عیسائی ہیں)۔ اللہ کرے کہ یہ اسلام ہم سب کا مقدر بن جائے اور ہماری ہدایت کا موجب بن جائے۔ عالمی بیعت اور بعد ازاں زار و قطار آنسوؤں سے اپنے دلوں کو صاف کرتے اور دھوتے ہوئے لوگوں کو پایا۔ ہمیں یوں لگ رہا تھا کہ اس وقت کوئی خاص آسمانی نزول ہو رہا تھا جس میں ہم لوگ بھی شامل تھے۔

پھر کہتے ہیں کہ ہمیں اس بات کا ہی انتظار ہے کہ ہم اپنے ملک جائیں اور لوگوں کو بتا سکیں کہ احمدیت ہی ہے جس کے سائے تلے ہم زندگی گزار سکتے ہیں۔ ایسی زندگی کہ بلا خوف ہو اور دوسری طرف خدا سے ملانے والی ہو۔ پھر کہتے ہیں کہ جب اللہ کے بندے کسی بھی سچائی کو لے کر چلتے ہیں تو مخالفین اس کی راہ میں روک پیدا کرتے ہیں لیکن مَیں اپنے ملک میں جہاں تک ہو سکا کوشش کروں گا کہ جماعت کو کبھی کوئی مسئلہ پیدا نہ ہو۔ پھر بہت ساری باتیں میرے سے کرتے رہے آخر پر مجھے کہنے لگے کہ آپ سمجھیں کہ بینن میں آپ کا ایک بچہ موجود ہے۔

پھر سیرالیون کے ایک جسٹس Abdulai Sheikh Fofanah ہیں انہوں نے لکھا کہ جلسہ بہت شاندار تھا اور میرے لئے ہمیشہ ایک مقدس یادگار کے طور پر رہے گا۔ دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے لوگ

بھائیوں کی طرح پیار سے رہتے ہیں اکٹھے نمازیں پڑھتے ہیں اور اسلام کی ترقی کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

پھر برکینا فاسو کے گورنر تھے بَـامْبَـارَا اَیْـلُـوَا۔ انہوں نے لکھا کہ خاکسار برکینا فاسو کی نمائندگی میں یہاں آیا ہے اور دلی جذبات جماعت احمدیہ کے سربراہ کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ اس جلسے میں مَیں نے دیکھا کہ بلاشبہ دنیا کی ہر قوم اور ہر نسل موجود ہے لیکن یک رنگ اور سب ہی انسانیت کے علمبردار نظر آتے ہیں۔ آج کا جلسہ کسی بھی قسم کے رنگ و نسل کے فرق سے بالاتر ہو کر ہو رہا ہے۔ یہ جماعت احمدیہ کے ماٹو ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' کی واضح عکاسی کرتا ہے اور اسی ماٹو سے ساری دنیا کو سبق حاصل کرنا چاہئے۔ جماعت احمدیہ میرے ملک میں تمام تر عزت و وقار کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ جماعت احمدیہ نے صرف 20 سال میں ہی برکینا فاسو کے دور دراز کے علاقوں کے دل جیت لئے ہیں۔ ہم اس بات کو بہت جلد پہچان گئے ہیں کہ یہ جماعت ہی ہے جس میں انسانیت کی خدمت بلاتمیز رنگ و نسل، مذہب ملّت ہے اور صرف روحانی مائدہ ہی نہیں بلکہ جسمانی خدمات بھی پہنچانے میں آپ صف اوّل میں ہیں۔

کہتے ہیں کہ جماعت ہمارے ملک میں تعلیم، پانی، بجلی کی فراہمی کا کام سرانجام دے رہی ہے۔ صدر مملکت نے فیصلہ کیا کہ جماعت کو اس کی خدمات کے اعتراف کے طور پر ملک کا اہم اعزاز 'تمغہ امتیاز' دیا جائے جو گزشتہ ستمبر جشن آزادی کی تقریب میں جماعت احمدیہ کو دیا گیا تھا۔ پس ہم تو ان سے کسی قسم کا انعام نہیں چاہتے۔ خدمت کرتے ہیں تو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اور یہی جذبہ ہے جو ہر کارکن کا ہے اور ہر احمدی کا ہے۔

پھر اِبْـرَاهِيْـم جِيَـامَـا گَـرْبَا صاحبہ، خاتون ہیں۔ یہ نیامی کی میئر ہیں۔ یہ کہتی ہیں کہ آپ کے ماٹو ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں'' نے مجھے بہت متاثر کیا ہے اور میں نے یہاں اس کا عملی نظارہ دیکھا ہے۔ ساری دنیا سے مختلف مذاہب اور رنگ و نسل کے لوگ آئے ہوئے تھے۔ آپ میں سے ہر چھوٹے بڑے مرد و عورت نے ہمیں محبت ہی دی ہے اور جس طرح ہمارا خیال رکھا گیا ہے یہ دن ہم ہرگز نہیں بھول سکتے۔

پھر امریکہ کے ایک احمدی ہیں احمد نورالدین صاحب۔ کہتے ہیں کہ پہلی دفعہ یہاں آکر جو کچھ مَیں نے دیکھا میرے آنسو بہنے لگے اور میں خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے رونے لگا۔ یقیناً وہ وقت قریب ہے میں محسوس کرتا ہوں کہ میں اپنے اس خوشگوار تجربے پر ایک کتاب لکھ سکتا ہوں۔ میرے جذبات ہیں ان کو بیان کرنے کی طاقت نہیں ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور مہربانیوں کو گننا ایک مشکل امر ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں روحانی طور پر سیراب ہو کر گھر فلاڈیلفیا امریکہ لوٹ رہا ہوں۔ مَیں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور ان کو چھوڑتا ہوں اور نبی کریم ﷺ اور آپ کے عظیم خادم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو تمام ان لوگوں کو جن تک میں پہنچ سکوں گا پہنچاؤں گا۔

محترمہ صَوَّاد رَزُّوْق صاحبہ، بیـلـجیـئـم کی مسلمان ممبر پارلیمنٹ ہیں۔ بنیادی طور پر یہ مراکو سے تعلق رکھتی ہیں۔ لیکن عرصے سے یہاں آباد ہیں، ممبر پارلیمنٹ بھی ہیں۔ انہوں نے وہاں تقریر بھی کی تھی جلسے پہ پیغام دیا تھا۔ انہوں نے لکھا کہ جلسے میں شامل ہونا میرے لئے یہ پہلا عظیم تجربہ تھا جو مَیں پہلے سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ پھر جب دعوت تھی اس میں گئی ہیں تو وہاں میری اہلیہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں تو انہوں نے ان کو تبلیغ کی۔ تبلیغ اس طرح کی کہ آنحضرت ﷺ کا مقام حضرت عیسیٰؑ کا مقام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد، بعثت، احمدی کیا سمجھتے ہیں، ان باتوں پہ آدھا گھنٹہ ان سے گفتگو ہوتی رہی۔ اس کے بعد انہوں نے ہمارے جو مشنری ہیں ان کو ان کا حوالہ دے کر کہا کہ مَیں اُن کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور انہوں نے مجھے اس طرح سمجھایا ہے کہ میرا ذہن اب بالکل تبدیل ہو چکا ہے اور وہاں اس کے بعد کہتی ہیں کہ مَیں مزید جو معلومات ہیں امام مہدی کے بارے میں وہ حاصل کرنا چاہتی ہوں اور رات ڈھائی بجے تک وہ بیٹھی معلومات لیتی رہی ہیں۔ اور انہوں نے میری اہلیہ کا حوالہ دے کر کہا کہ انہوں نے مجھے کچھ ایسا سمجھا دیا کہ اب چین نہیں آسکتا جب تک مَیں پوری معلومات نہ لے لوں۔

اور پھر کہتی ہیں کہ جماعت احمدیہ کے عقائد و نظریات سے مجھے دوبارہ روحانی زندگی عطا ہوئی ہے اور اب امام مہدی کی آمد کے بعد جماعت احمدیہ کے ذریعہ سے مسلمانوں کا مستقبل روشن نظر آ رہا ہے۔ میں جماعت احمدیہ کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتی ہوں اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ مَیں احمدیت قبول کروں تو صرف مَیں اکیلی احمدیت قبول نہیں کروں گی بلکہ میرے ساتھ میرے عزیز و اقارب اور دوست اور کئی تعلق رکھنے والے لوگ بھی شامل ہوں گے۔

اور میرے آخری خطاب کا ذکر کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ آخری حصے میں عرب سے تعلق رکھنے والے احمدیوں سے خطاب کرتے ہوئے جو آپ نے کہا کہ لوگ جاگیں، یہ آپ لوگوں کا فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں اور مکّہ میں جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کی جماعت کے لئے بھی دعائیں کریں۔ اس دوران کہتی ہیں مَیں بہت روئی اور میری آنکھوں سے آنسو اُمڈ آئے کیونکہ مَیں عرب قوم سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون ہوں اور ایک دن قبل ہی بیگم صاحبہ نے مجھے ضرورت امام مہدی علیہ السلام اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بتایا۔ مجھے اس لمحے محسوس ہوا (پھر میرا حوالہ دیا) کہ جیسے وہ مجھے خود مخاطب ہیں۔ تو کہتی ہیں کہ میرے دل میں اس وقت یہ احساس بھی پیدا ہوا کہ آپ لوگوں پر دنیا کے کئی ممالک میں بے حد ظلم جاری ہے جو سراسر ناانصافی ہے۔ کہتی ہیں کہ مَیں نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ سال میں انشاء اللہ جلسہ سالانہ UK میں اکیلی نہیں ہوں گی بلکہ میرے ساتھ پارلیمنٹ کے مزید ممبر بھی شامل ہوں گے۔

تو یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں۔ جلسہ کے موقع پر ایک خاموش تبلیغ ہو رہی ہوتی ہے۔ لوگ خود بھی ماحول سے اثر لے رہے ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے سے مل کر بھی اثر لے رہے ہوتے ہیں اور انفرادی طور پر بھی تبلیغ ہو رہی ہوتی ہے۔ ہمارے ڈیوٹی والے خدام بھی ان مواقع سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مجھے پتہ لگا کہ ایک بس کا ڈرائیور ایرانی تھا۔ اس کو ایک خادم نے وفات عیسیٰ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے بارہ میں بتایا۔ تو جلسہ کے موقع پر یہ موقعے بھی ساتھ ساتھ مل رہے ہوتے ہیں اور یہ بھی ایسے اللہ کے فضل ہیں جن کے بعد میں بہترین نتیجے نکلتے ہیں۔

پھر ایک احمدی خاتون ہیں مکرمہ رِیْـم شَـرِیْقِی اَخْلَفْ صاحبہ، یہ کہتی ہیں پہلی دفعہ مَیں نے شرکت کی اور جو جذبات تھے انہیں دنیا کی کوئی زبان بیان نہیں کر سکتی۔ اس جلسے کی عظمت اور حسن اور تنظیم اور رضا کارانہ ڈیوٹی دینے والوں کا جذبہ دیکھ کر فوراً یہ سوال دل میں اٹھتا تھا کہ دنیا میں کون اتنی منظّم شکل میں یہ کام کر سکتا ہے۔ اتنی بڑی تعداد کی ضیافت کون کر سکتا ہے۔ ایک دل پر اتنے ہزاروں ہزار لوگوں کو کون جمع کر سکتا ہے۔ تو اس کا ایک ہی جواب ملتا کہ خدا کا ہاتھ آپ کے اوپر ہے اور وہی دلوں میں محبت اور الفت پیدا کرتا ہے اور وہی کام آسان کرتا ہے۔ کہتی ہیں پہلے مَیں عالمی بیعت ٹی وی پر دیکھتی تھی۔ خود حاضر ہو کر بیعت کرنا تو ایک خواب تھا جو امسال خدا تعالیٰ نے پورا کیا۔ (انہوں نے بھی کچھ عرصہ پہلے ہی بیعت کی ہے۔) جلسہ گاہ میں بیٹھ کر بیعت کرتے وقت لگا کہ گویا میں ایک نئی دنیا میں ہوں۔ شدت جذبات سے دل کی اور ہی حالت ہو رہی تھی۔ بدن پر لرزہ طاری تھا۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ خدا کی رحمت و عفو پر نظر تھی اور دل میں خوشی کی لہر۔ سجدہ شکر میں تو گویا مَیں نے خدا تعالیٰ کو اپنے سے چند قدم کے فاصلے پر محسوس کیا۔ خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں اور تقصیروں کی معافی مانگی۔ ایسے لگا کہ یوم قیامت ہے اور دنیا بہت چھوٹی ہو گئی ہے۔

پھر ایک اور خاتون ہیں مکرمہ عَبِیْر رَضَا حِلْمِی صاحبہ، کہتی ہیں کہ جلسہ کے آخری لمحات میں شدید جذبات غالب رہے اور مَیں کہہ رہی تھی کہ جب مَیں واپس مصر پہنچوں گی تو اہل وطن کو چیخ چیخ کر کہوں گی کہ اے رسول اللہ ﷺ کی اُمّت! اپنی نیند سے اٹھو۔ تمہارا مہدی آ گیا ہے اور نشان ظاہر ہو گیا ہے۔ پس اس کی تصدیق کے لئے دل سے کوشش کرو۔

پھر ایک خاتون ہیں عزیز اَمَانی عودہ صاحبہ۔ کہتی ہیں کہ مَیں اس دفعہ پہلی دفعہ جلسہ میں شامل ہوئی ہوں۔ یہ دیکھ کر کہ اتنے زیادہ لوگوں کی مہمان نوازی ایک ہی وقت میں اتنے اچھے انتظام کے ساتھ ہو رہی ہے بڑی حیرت ہوتی ہے۔

رَبِیـع مُـفْـلِـح عَـوْدَہ کہتے ہیں جلسے کی کوریج کے لحاظ سے بہت بہتری تھی۔ میں مہمان نوازی اور حسن سلوک سے بہت متأثر ہوں۔ اور پورے سال اور جلسے کے دوران دل میں اٹھنے والے سوالات کا کافی و شافی جواب جلسے میں مجھے مل گیا۔ یعنی کارروائیوں پروگراموں میں۔

مکرم عبدالرؤوف ابراہیم قرق صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے یہ محسوس کیا کہ یہ جلسہ عربوں کے لئے مخصوص تھا۔ انشاء اللہ دشمنوں کی ڈالی ہوئی تمام روکیں زائل ہو جائیں گی۔ اور انشاء اللہ عرب فوج در فوج جماعت میں داخل ہوں گے۔ گویا کہ ایک بند ٹوٹ گیا ہے۔ مخالفین کا تکبر ٹوٹ جائے گا اور عنقریب حضرت امام مہدی علیہ السلام کا جھنڈا پورے بلاد عربیہ پر لہرانے لگے گا اور عنقریب **یُصَلُّوْنَ عَلَیْکَ صُلَحَآءُ الْعَرَبِ وَاَبْدَالُ الشَّامِ** کا الہام بڑی شان سے پورا ہوگا۔

دنیا کے بہت سے ممالک اور خاص طور پر عرب ممالک سے ایسے پیغامات جلسہ کے بعد ملے جن سے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضلوں کی بارش برسائی ہے۔ جہاں دنیا ہوا و ہوس میں مبتلا ہے مسیح محمدی کے غلام اپنی روحانیت میں ترقی کے لئے کوشش میں مصروف ہیں اور ایک نئے جذبے سے آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں اور بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دنیا کے ہر ملک سے یہ پیغامات آ رہے ہیں اور کثرت سے آ رہے ہیں اور جذبات کا اظہار اس شدت سے ہے کہ جسے بیان کرنا ممکن نہیں کم از کم مشکل ضرور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی محبت دلوں میں ڈالی ہے جس کی مثال آج دنیا میں کہیں نہیں ملتی اور آپ کے ناطے پھر یہ خلافت سے محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ اخلاص اور وفا اور محبت میں ہر احمدی کو بڑھاتا چلا جائے اور اللہ تعالیٰ کے انعامات پر ہمارے جذبات تشکر پہلے سے بڑھ کر ظاہر ہوں اور ہماری تمام محبتوں کا مرکز خدا تعالیٰ کی ذات بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆☆☆

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088 TIN : 21471503143

حقوق والدین اورنئی نسل کی ذمہ داریاں

کریم ظفر ملک لاہور (پاکستان)

دین حق اسلام جس کو اللہ تعالیٰ نے دین کامل اور دین فطرت قرار دیا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے دو قسم کے حقوق رکھے ہیں ایک حقوق اللہ اور دوسرے حقوق العباد اور پھر خود اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے بعد والدین کا حق خدمت مقرر فرمایا ہے گویا اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے بعد سب سے اہم فریضہ حقوق العباد میں سے والدین کی خدمت کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔وقضیٰ ربک الاّتعبدوا اِلّاایاہ وَبالوالدین اِحسانًا ۔یعنی تیرے رب نے اس بات کا تاکیدی حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور نیز یہ کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ (بنی اسرائیل: ۲۴)

اس آیت کریمہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حق اللہ یعنی عبادت کے بعد حق العباد میں سے سب سے اہم حق والدین کی خدمت ہے۔ بدقسمتی اور ستم ظریفی یہ ہے کہ ہماری نئی نسل جوں جوں مغربی اقوام کی اقدار کو تسلیم کر رہی ہے توں توں انکی یہ کمزوری کہ وہ والدین کو مہجور کی طرح بے یارومددگار Old Houses کیلئے چھوڑ دیتے ہیں، بھی ترویج پا رہی ہے۔ یہی حال اہل مغرب کی تقلید میں ہمارے معاشرہ کی نئی نسل کا گاہے گاہے ہوتا نظر آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے اور ہماری نئی نسل کو اس بیماری سے محفوظ رکھے۔

اللہ تعالیٰ نے ہم کو والدین کے حقوق کی پاسداری کرنے اور ان کا ہر عمر میں خیال کرنے کے بارہ میں جو قرآن کریم میں مختلف مقامات پر احکام دیئے ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:۔

اس سلسلہ میں ایک تو سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۲۴ ہی ہے جو اوپر پیش کی گئی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے مزید یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تیری زندگی میں ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف تک نہ کہو نہ ان کو جھڑکو اور ان سے ہمیشہ نرمی سے بات کرو۔ اسی طرح سورۃ النساء میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اللہ کا کسی کو شریک نہ قرار دو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔ (النساء:۳۷)

سورہ احقاف میں فرمایا اور ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ (الاحقاف:۱۶)

سورۃ لقمان میں فرمایا ''اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے حق میں تاکیدی نصیحت کی۔ اس کی ماں نے اسے کمزوری پر کمزوری میں اٹھائے رکھا اور اس کا دودھ چھڑانا دوسال میں مکمل ہوا۔ اسے ہم نے تاکیدی نصیحت کی کہ میرا شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی۔ میری طرف لوٹ کر آنا ہے'' (لقمان:۱۵)

ایک اور آیت میں والدین کی بچوں کیلئے جو مشقتیں ہیں ان میں سے والدہ کی مشقت کا ذکر فرمایا ہے کہ بچے کی ماں اس کو تکلیف پر تکلیف اٹھاتے ہوئے اپنے پیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے اور پھر اسے تکلیف کے ساتھ جنم دیتی اور اس کے حمل اٹھانے اور اس بچے کو دودھ پلنے کی مدت تیس ماہ تک ہے۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ماں کی ان تکالیف کا ذکر کیا ہے جو وہ بچے کی پیدائش کے سلسلہ میں برداشت کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا اس موقعہ پر اس بات کا اظہار فرمانا دراصل انسان کو اس امر کی دعوت دینا ہے کہ دیکھو ماں جیسی عظیم ہستی کا تم پر کیا احسان ہے وہ تمہیں خدا تعالیٰ کے فضل کو سمیٹتے ہوئے دنیا میں لانے کا موجب ہوئی اس نے حمل ہونے سے لیکر وضع حمل تک طرح طرح کی تکالیف کا مقابلہ کیا اور پھر بڑی تکلیف کے ساتھ بچے کو جنم دیا۔ بعدہ بچے کی پرورش کا ذکر کیا اور اس سلسلہ میں بچے کو دودھ پلانے کی مدت کا ذکر کیا جو دراصل ماں کے خون سے بنتا ہے گویا کہ ماں اپنا خون پلا کر اپنی اولاد کو پال رہی ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ یہ دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری ماں اور تین مرتبہ یہی بات دہرائی۔ چوتھی مرتبہ جب دریافت کرنے والے نے دریافت کیا تو فرمایا تیرے حسن سلوک کا مستحق تیری والدہ کے بعد تیرا والد ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۵ میں فرمایا۔ والدین کے لئے رحمت کے باعث اپنا شفقت کا پہلو جھکا دے اور ان کیلئے دعا کر کہ اے میرے رب! ان پر اسی طرح رحم فرما جس طرح انہوں نے میرے بچپن میں مجھ پر رحم کرتے ہوئے میری پرورش کی تھی۔

مندرجہ بالا آیات جو عرض کی گئی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے توحید باری کے اقرار کے بعد اور اطاعت مولیٰ کا دم بھرنے کے بعد والدین کے ساتھ غیر معمولی حسن سلوک کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ہمیں کسی بھی لمحے والدین کی خدمت اور ان کی تعظیم سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ والدین کی غیر معمولی خدمت اور ان کی عزت وتکریم کرنے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ والدین نے بچوں کی پیدائش سے لیکر پرورش تک طرح طرح کی تکالیف کا سامنا کیا ہوتا ہے اس لئے وہ یہ حق رکھتے ہیں کہ ان کی خدمت کی جاوے اور اولاد پر یہ ایک فرض کی طرح ہے کہ ان سے حسن سلوک سے پیش آوے اور ان کی غیر معمولی خدمت میں بسر اوقات کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔'' عارضی اور ظلی طور پر دو اور بھی وجود ہیں جو ربوبیت کے مظہر ہیں'' ایک جسمانی طور پر دوسرا روحانی طور پر۔ جسمانی طور پر والدین ہیں اور روحانی طور پر مرشد ہادی ہیں۔ دوسرے مقام پر تفصیل کے ساتھ بھی ذکر فرمایا ہے۔'' خدا نے یہ چاہا ہے کہ دوسرے کی بندگی نہ کرو اور والدین سے احسان کرو''

(بنی اسرائیل:۲۴)

حقیقت میں کیسی ربوبیت ہے انسان بچہ ہوتا ہے اور کسی قسم کی طاقت نہیں رکھتا اس حالت میں ماں کیا کیا خدمات کرتی ہے۔ اور والد اس حالت میں ماں کی مہمات کا کس طرح متکفل ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ناتواں مخلوق کی خبر گیری کے لئے وہ محل پیدا کر دیئے ہیں...... یہ خدا کی کمال ربوبیت کا راز ہے کہ ماں باپ بچوں سے ایسی محبت کرتے ہیں کہ ان کے تکفل میں ہر قسم کے دکھ شرح صدر سے اٹھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی زندگی کیلئے مرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۱۵)

ایک مسلمان مغل بادشاہ کا ذکر تاریخ میں ملتا ہے کہ اس کا بیٹا سخت بیمار تھا اور حالت مرنے کے بہت قریب تھی۔ بعض بزرگوں نے بتایا کہ اب جینے کی کوئی امید نہیں سوائے اس کے کہ اپنی جان اس پر قربان کر دو۔ چنانچہ مغل بادشاہ نے اپنے بیٹے کے بستر کے سات چکر لگائے اور دعا کی کہ اے قادر مطلق اس کی بیماری مجھے عطا کر دے اور اسے شفائے کاملہ سے نواز دے۔ تاریخ میں لکھا ہے کہ اس کے بعد وہ خود بیمار ہو کر دوسرے تیسرے دن مرگیا اور اس کا بیٹا روبصحت ہوگیا اور کئی سال ہندوستان پر حکومت کی۔

خدا تعالیٰ نے تکمیل اخلاق فاضلہ کے لئے رب الناس کے لفظ میں والدین اور مرشد کی طرف ایماء فرمایا ہے تا کہ اس مجازی اور مشہود سلسلہ شکر گزاری سے حقیقی رب اور ہادی کی شکر گزاری میں لے لئے جائیں''۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۱۵)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

''اور ان دونوں کیلئے رحم سے عجز کا پر جھکا دے اور یہ کہ اے میرے رب ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی''۔

(بنی اسرائیل:۲۵)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ بنی اسرائیل کی مذکورہ آیات کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

'' اور مخاطب! تیرے مربی اور محسن اور پالنے والے کا حکم تو یہ ہے کہ اس کے سوا کسی کی پرستش اور فرمانبرداری نہ کی جاوے اور ماں باپ سے پورا نیک سلوک ہو۔ اگر او مخاطب! تیرے جیتے ہوئے والدین بوڑھے ہو جاویں ایک یا دونوں تو خبردار کبھی ان سے کسی قسم کی کراہت نہ کر بیٹھو اور نہ کبھی ان کو جھڑکو اور ان سے پیاری اور میٹھی نرم ادب کی باتیں کیا کرنا''۔

(تصدیق براہین احمدیہ ص ۲۵۸)

آپؓ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ'' ماں باپ ایک تربیت کے متعلق ہی جس قدر تکلیف اٹھاتے ہیں اگر اُس پر غور کیا جاوے تو بچے پیر دھو دھو کر پئیں۔ میں نے ۱۴ بچوں کا بلاواسطہ باپ بنکر دیکھا کہ بچوں کی ذرا سی تکلیف سے والدین کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ ان کے احسانات کے شکر میں ان کے حق میں دعا کرو۔ میں اپنے والدین کے لئے دعا کرنے سے کبھی نہیں تھکا۔ کوئی ایسا جنازہ نہیں پڑھا ہوگا جس میں ان کے لئے دعا نہ کی ہو۔ جس قدر بچہ نیک بنے ماں باپ کو راحت پہنچتی ہے اور وہ اسی دنیا میں بہشتی زندگی بسر کرتے ہیں۔ (بدر ۱۰ااکتوبر ۱۹۱۳ء)

پھر فرماتے ہیں'' ان کی پرورش دنیاداروں کے لحاظوں سے نہیں بلکہ دلی محبت و پیار سے اس طرح کرنا جس طرح پرندے اپنے بچوں کو پروں میں پرورش کے لئے لیتے ہیں اور خدا سے یوں دعائیں مانگنا کہ اے میرے رب! ان سے اس طرح رحم کا سلوک کر جس طرح انہوں نے میرے لڑکپن میں میری پرورش فرمائی۔ غرض جیسے والدین تیرے لڑکپن میں ہمدرد تھے ایسا ہی تو ان کیلئے ہو''۔

(تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۸)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۴۔۲۵ کے بارہ میں فرماتے ہیں۔

اس آیت میں سب سے پہلے یہ بات بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور وہ خدا جس نے تمہیں اس دنیا میں بھیجا اور تمہیں بھیجنے سے پہلے قسما قسم کی تمہاری ضروریات کا خیال رکھا اور اس کا انتظام بھی کر دیا۔ اور پھر یہ کہ اس کی عبادت کر کے اور اس کا شکریہ ادا کر کے تم اس کے فضلوں کے وارث ٹھہرو گے اور سب سے بڑا فضل جو اس نے تم پر کیا وہ یہ ہے کہ تمہیں ماں باپ دیئے جنہوں نے تمہاری پرورش کی۔ بچپن میں تمہاری بے انتہا خدمت کی۔ راتوں کو جاگ جاگ کر تمہیں اپنے سینے سے لگایا۔ تمہاری بیماری اور بے چینی میں تمہاری ماں نے بے چینی اور کرب کی راتیں گزاریں، اپنی نیندوں کو قربان کیا، تمہاری گندگیوں کو صاف کیا۔ غرض کہ کون سی خدمت اور قربانی ہے جو تمہاری ماں نے تمہارے لئے نہیں کی۔ اس لئے آج جب ان کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے تم منہ پرے کر کے گزر نہ جاؤ۔ اپنی دنیا الگ نہ بساؤ اور یہ نہ ہو کہ تم انکی فکر نہ کرو۔ اور اگر وہ اپنی ضرورت کے لئے تمہیں کہیں تو تم انہیں جھڑکنے لگ جاؤ۔ فرمایا نہیں، بلکہ وہ وقت یاد کرو جب تمہاری ماں نے تکالیف اٹھا کر تمہاری پیدائش کے تمام مراحل طے کئے۔ پھر جب تم کسی قسم کی کوئی طاقت نہ رکھتے تھے، تمہیں پالا پوسا، تمہاری جائز و ناجائز ضرورت کو پورا کیا۔ اور آج اگر وہ ایسی عمر کو پہنچ گئے ہیں جہاں انہیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے جو ایک لحاظ سے ان کی اب بچپن کی عمر ہے کیونکہ بڑھاپے کی عمر بھی بچپن سے مشابہ ہی ہے۔ ان کو تمہارے سہارے کی ضرورت ہے تو تم یہ کہہ دو کہ نہیں ہم تو اپنے بیوی بچوں میں مگن ہیں، ہم خدمت نہیں کر سکتے۔ اگر وہ بڑھاپے کی وجہ سے کچھ ایسے الفاظ کہہ دیں جو تمہیں ناپسند ہوں تو تم انہیں ڈانٹنے لگ جاؤ یا مارنے تک سے گریز نہ کرو۔

بعض لوگ اپنے ماں باپ پر ہاتھ بھی اٹھا لیتے ہیں۔ میں نے خود ایسے لوگوں کو دیکھا ہے، بہت ہی بھیانک نظارہ ہوتا ہے۔'' اُف نہ کرنے'' کا مطلب یہی ہے کہ تمہاری مرضی کی بات نہ ہو بلکہ تمہارے مخالف بات ہو تب بھی تم نے اُف نہیں کرنا۔ اگر ماں

باپ ہروقت پیار کرتے رہیں، ہر بات مانیں، ہروقت تمہاری بلائیں لیتے رہیں، لاڈ پیار کرتے رہیں پھر تو ظاہر ہے کوئی اُف نہیں کرتا۔ فرمایا کہ تمہاری مرضی کے خلاف باتیں ہوں تب بھی نرمی سے، عزت سے، احترام سے پیش آنا ہے اور نہ صرف نرمی اور عزت و احترام سے پیش آنا ہے بلکہ ان کی خدمت بھی کرنی ہے اور اتنے پیار محبت اور عاجزی سے ان کی خدمت کرنی ہے جیسی کہ کوئی خدمت کرنے والا کرسکتا ہے اور سب سے زیادہ خدمت کی مثال اگر دنیا میں موجود ہے تو وہ ماں کی بچے کے لئے خدمت ہی ہے۔ اب یہاں رہنے والے، مغرب کی سوچ رکھنے والے بلکہ ہمارے ملکوں میں بھی، برصغیر میں بھی بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ماں باپ کی خدمت نہیں کرسکتے، ایک بوجھ سمجھتے ہیں اور یہ لکھتے ہیں کہ جماعت ایسے بوڑھوں کے مراکز کھولے جہاں یہ بوڑھے داخل کروا دیئے جائیں کیونکہ ہم تو کام کرتے ہیں، بیوی بھی کام کرتی ہے، بچے سکول چلے جاتے ہیں اور جب گھر آتے ہیں تو بوڑھے والدین کی وجہ سے ڈسٹرب ہوتے ہیں، اس لئے سنبھالنا مشکل ہے۔

کچھ خوفِ خدا کرنا چاہئے۔ قرآن تو کہتا ہے کہ ان کی عزت کروان کا احترام کرواور اس عمر میں اُن پر رحم کے پرَ جھکادو۔ جس طرح بچپن میں انہوں نے ہر مصیبت جھیل کرتمہیں اپنے پرَوں میں لپیٹے رکھا۔ تمہیں اگر کسی نے کوئی تکلیف پہنچانے کی کوشش کی تو مائیں شیرنی کی طرح جھپٹ پڑتی تھیں۔ اب ان کوتمہاری مدد کی ضرورت ہے تو کہتے ہو کہ انکو جماعت سنبھالے۔ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے سنبھالتی ہے لیکن ایسے بوڑھوں کوجن کی اولاد نہ ہو یا جن کے کوئی اور عزیز رشتے دار نہ ہوں لیکن جن کے اپنے بچے سنبھالنے والے موجود ہوں تو بچوں کا فرض ہے کہ والدین کوسنبھالیں۔ تو ایسی سوچ رکھنے والوں کو اپنی طبیعتوں کو، اپنی سوچوں کوتبدیل کرنا چاہئے۔ یہ نہیں کہ جب تک والدین سے فائدہ اٹھاتے رہے، اٹھالیا ،مکان اور جائیدادیں اپنے نام کروالیں، اب ان کو پرے پھینک دو۔ کسی احمدی کی یہ سوچ نہیں ہونی چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام تو اسلام کی بُھلائی ہوئی تعلیم کو دوبارہ دنیا میں رائج کرنے کیلئے تشریف لائے تھے۔ اس کے حسن کی چمک دنیا کو دکھانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے نہ کہ اس کے خلاف عمل کروانے کیلئے۔

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ ۴۷-۴۹)

والدین سے متعلق
ارشادات رسول اللہ ﷺ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ لوگوں میں سے میرے حسن سلوک کا کون زیادہ مستحق ہے۔ آپؐ نے فرمایا تیری ماں، پھر اس نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں، پھر اس نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پھر پوچھا پھر کون؟ آپ نے فرمایا ماں کے بعد تیرا باپ تیرے حسن سلوک کا زیادہ مستحق ہے۔ پھر درجہ بدرجہ قریبی رشتہ دار۔

(بخاری کتاب الادب باب من احق الناس بحسن الصحبة)

بدقسمت اور محروم شخص

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا! مٹی میں ملے اس کی ناک (یہ الفاظ آپؐ نے تین بار دھرائے) یعنی ایسا شخص قابل مذمت اور بدقسمت ہے جس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کو پایا اور پھر ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوسکا۔

(مسلم کتاب البروالصلة باب رغم انف من ادراک ابویه......)

رضاعی والدہ کی خدمت

حضرت ابوطفیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو مقام جعرانہ میں دیکھا۔ آپؐ گوشت تقسیم فرمارہے تھے۔ اُس دوران ایک عورت آئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے چادر بچھادی اور وہ عورت اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ خاتون کون ہیں جس کی رسول اللہؐ اُس قدر عزت افزائی فرمارہے ہیں؟ تو لوگوں نے جواب دیا کہ یہ رسول اللہؐ کی رضاعی والدہ ہیں۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب فی برّ الوالدین)

اگر غور کیا جائے تو ہمارے سید و مولیٰ حضرت اقدس محمد ﷺ اپنی رضائی والدہ کا بھی اتنا احترام فرماتے تھے کہ انسان تصور بھی نہیں کرسکتا۔ جبکہ آج کل نوجوان والدین کو Old Floks کہہ کر بات کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اولاد وہی کامیاب و کامران اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث ہوتی ہے جس نے اپنے والدین کی اپنے رب العزت کے ارشاد کی تعمیل میں خوب عزت وخدمت کی ہو۔

بہترین نیکی

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ انسان کی بہترین نیکی یہ ہے کہ اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ جبکہ اس کا والد فوت ہوچکا ہو یا کسی اور جگہ چلا گیا ہو۔ (مسلم کتاب البروالصلة والادب)

حضرت ابواُسید الساعدیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنی سلمہ کا ایک شخص حاضر ہوا اور پوچھنے لگا کہ یارسول اللہ والدین کی وفات کے بعد کوئی ایسی نیکی ہے جو میں ان کے لئے کرسکوں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ تم ان کیلئے دعائیں کرو، ان کیلئے بخشش طلب کرو۔ انہوں نے جو وعدے کسی سے کر رکھے تھے انہیں پورا کرو۔ ان کے عزیز و اقارب سے اسی طرح صلہ رحمی کرو جس طرح وہ اپنی زندگی میں ان کے ساتھ کیا کرتے تھے اور ان کے دوستوں کے ساتھ عزت و اکرام کے ساتھ پیش آؤ۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب فی برّ الوالدین)

عمر اور رزق میں اضافہ

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کی خواہش ہو کہ اس کی عمر لمبی اور رزق میں فراوانی ہو تو اس کو چاہئے کہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرے (اور اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ بنا کر رکھے) اور صلہ رحمی کی عادت ڈالے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۲۶۶ مطبوعہ بیروت)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اولاد اور دوسرے متعلقین کی مناسب خبر گری کے بارے میں فرمایا:۔

’’ہاں یہ منع نہیں بلکہ جائز ہے کہ اس لحاظ سے اولاد اور دوسرے متعلقین کی خبر گیری کرے کہ وہ اس کے زیر دست ہیں تو پھر یہ بھی ثواب اور عبادت ہی ہوگی اور خدا تعالیٰ کے حکم کے نیچے ہوگا جیسے فرمایا ہے ویطعمون الطعام...... (الدّھر:۹)

اس آیت میں مسکین سے مراد والدین بھی ہیں کیونکہ وہ بوڑھے اور ضعیف ہوکر بے دست و پا ہوجاتے ہیں اور محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالنے کی قابل نہیں رہتے۔ اس وقت انکی خدمت ایک مسکین کی خدمت کے رنگ میں ہوتی ہے اور اسی طرح اولاد جو کمزور ہوتی ہے اور کچھ نہیں کرسکتی اگر یہ اس کی تربیت کے سامان نہ کرے تو وہ گویا یتیم ہی ہے۔ پس ان کی خبر گیری اور پرورش کا تہیہ اس اصول پر کرے تو ثواب ہوگا‘‘۔ (ملفوظات جلد سوئم صفحہ ۵۹۹)

مندرجہ بالا اقتباس سے واضح نظر آتا ہے کہ ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے والدین کی خدمت کو کسی عبادت سے کم نہیں سمجھا۔ انسان نماز پڑھتا ہے اور روزے رکھتا ہے اور نیکیوں کی کوشش کرتا ہے لیکن یہ بار بار دیکھنے میں آیا ہے کہ سب سے بڑی نیکی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو اور پھر فرمایا ہے کہ والدین سے حسن سلوک کرو۔ اس میں ایک ایسی تعلیم دی گئی ہے کہ اگر انسان غور اور فکر کرے تو ہزار نیکیوں کے برابر یہ نیکی ہے۔ ماں باپ کی فرمانبرداری اطاعت، عزت وتکریم اور خدمت کرنا ہے۔

ابتدائے آفرینش سے چلا آرہا ہے کہ انسان عورت یعنی بیوی سے محبت کرتا ہے اور بعض اوقات اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم خاص ساتھ نہ دے تو انسان عورت یعنی بیوی کے لئے سب کچھ بھول جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں یہ حکم دیا ہے کہ بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کرو اور ان کی عزت و احترام کرو اور جائز حد تک انکی ہر بات برداشت کرو وہاں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان بیویوں کو بھی چاہئے کہ غور کریں اور سوچیں کہ میرا خاوند جو آج ۲۵ سال یا اس کے لگ بھگ کی عمر میں بنا ہے گزشتہ ۲۵ سال پہلی زندگی میں اس کی نشوونما اور تعلیم و تربیت اس کا ہر قسم کا خیال کس نے رکھا......؟ اس کو کس نے جنم دیا......؟ تو معلوم ہوگا کہ اس کے والدین نے دن رات ایک کر کے اس کو یہاں تک پہنچایا اور اب اگر میں اس کو اپنی ملکیت تصور کروں تو یہ مناسب نہ ہوگا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’اگر والدین کسی لڑکے کو مجبور کریں کہ وہ اپنی عورت کو طلاق دے دے تو اس لڑکے کو چاہئے کہ وہ طلاق دے دے۔ پس جبکہ ایک عورت کی ساس اور سسر کے کہنے پر اس کو طلاق مل سکتی ہے تو اور کون سی بات رہ گئی ہے۔ اس لئے ہر ایک عورت کو چاہئے کہ ہر وقت اپنے خاوند اور اس کے والدین کی خدمت میں لگی رہے اور دیکھو کہ عورت جو کہ اپنے خاوند کی خدمت کرتی ہے تو اس کا کچھ بدلہ بھی پاتی ہے۔ اگر وہ اس کی خدمت کرتی ہے تو وہ اس کی پرورش کرتا ہے مگر والدین تو اپنے بچے سے کچھ نہیں لیتے۔ وہ تو اس کے پیدا ہونے سے لیکر اس کی جوانی تک اس کی خبر گیری کرتے ہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۸۰)

پھر ایک اور مقام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’خدا تعالیٰ نے انسان پر دو ذمہ داریاں مقرر کی ہیں۔ ایک حقوق اللہ اور ایک حقوق العباد۔ پھر اس کے دو حصے کئے ہیں یعنی اوّل تو ماں باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری اور پھر دوسری مخلوق الٰہی کی بہبودی کا خیال۔ اور اسی طرح ایک عورت پر اپنے ماں باپ اور خاوند اور ساس سسر کی خدمت اور اطاعت۔ پس کیا بدقسمت ہے جو ان لوگوں کی خدمت نہ کر کے حقوق عباد اور حقوق اللہ دونوں کی بجا آوری سے منہ موڑتی ہے۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۸۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اور موقع پر فرمایا:۔

’’والدہ کی ناراضگی بیٹے کی بیوی پر بے وجہ نہیں ہوا کرتی۔ سب سے زیادہ خواہش مند بیٹے کے گھر کی آبادی کی والدہ ہوتی ہے...... والدہ کو بیوی کا محتاج اور دست نگر نہ کرے...... دیکھو شیر اور بھیڑیئے اور دور درندے بھی تو ہلائے سے ہل جاتے ہیں اور بے ضرر ہوجاتے ہیں۔ دشمن سے بھی دوستی ہوجاتی ہے۔ اگر صلح کی جاوے تو پھر کیا وجہ ہے کہ والدہ کو ناراض رکھا جاوے‘‘۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۹۸)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’ماں خود اپنی جان پر دکھ برداشت کرتی ہے مگر بچے کو آرام پہنچانے کی کوشش کرتی ہے۔ خود گیلی جگہ پر لیٹتی ہے اور اُسے خشک حصہ بستر پر جگہ دیتی ہے۔ بچہ بیمار ہوجائے تو راتوں جاگتی اور طرح طرح کی تکالیف برداشت کرتی ہے۔ اب بتاؤ کہ ماں جو کچھ اپنے بچے کے واسطے کرتی ہے اس میں تصنّع اور بناوٹ کا کوئی بھی شعبہ پایا جاتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۶۳)

حضرت حکیم الامة خلیفة المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

’’انسان کو چاہئے کہ اپنے ماں باپ (یہ بھی میں نے اپنے ملک کی زبان میں کہہ دیا ورنہ باپ کا حق اوّل ہے اس لئے باپ کہنا چاہئے) سے بہت ہی نیک

(باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں)

مرکز احمدیت قادیان میں مجلس انصار اللہ بھارت کے ۳۲ویں سالانہ اجتماع کا نہایت کامیاب انعقاد

الحمد للہ امسال خلافت احمدیہ کی دوسری صدی کے پہلے سال مجلس انصار اللہ بھارت کا ۳۲واں سالانہ اجتماع مورخہ ۹۔۱۰۔۱۱/اکتوبر۲۰۰۹ کو منعقد ہوا۔ اس مرتبہ بھی اجتماع کے لئے گیسٹ ہاؤس وجامعۃ المبشرین کے احاطہ میں پنڈال بنایا گیا تھا اور جامعۃ المبشرین و گیسٹ ہاؤسز کی عمارت میں ہی مہمانان کرام کے قیام وطعام کا انتظام تھا اجتماع گاہ وسیع اور خوبصورت بنایا گیا تھا پورے پنڈال میں قرآن مجید، احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ وخلفاء کرام کے زریں ارشادات و اقتباسات مختلف زبانوں اور دیدہ زیب بینروں میں آویزاں کئے گئے تھے۔سٹیج کے عقب میں اجتماع کے تعلق سے عبارت پر مشتمل شاندار اور بڑا بورڈ لگایا گیا تھا۔اجتماع کے پروگراموں کو احسن رنگ میں چلانے کے لئے مکرم منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب نائب صدر صف اول کی زیرنگرانی ایک کمیٹی تشکیل دی جس نے اجتماع کے جملہ پروگراموں کو مرتب کرکے مجالس کو آگاہ کیا۔اس مرتبہ اجتماع کے جملہ شعبہ جات کو دوحصوں میں تقسیم کیا گیا تھا جس کے مطابق ۱۱ شعبہ جات انتظامی امور کے تھے جن کے انچارج مکرم مولوی عبدالمومن راشد صاحب نائب صدر مجلس تھے اور ۱۷ شعبہ جات اجتماع گاہ کے امور سے متعلق تھے جن کے انچارج مکرم مولوی کے زین الدین صاحب حامد نائب صدر مجلس تھے۔تمام شعبہ جات کے تحت منتظمین ومعاونین کی ڈیوٹیاں لگائی گئیں جس سے اجتماع کے پروگرام انجام دینے میں بہتری اور سہولت پیدا ہوئی۔

پہلا دن ۹/اکتوبر بروز جمعۃ المبارک: پروگرام کے مطابق نماز تہجد مسجد دارالانوار میں ساڑھے چار بجے مکرم قاری نواب احمد صاحب نائب صدر صف دوم نے پڑہائی۔نماز فجر کے بعد مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب نے درس دیا۔اس کے بعد انصار مزار مبارک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اکٹھے ہوئے جہاں پر مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان نے اجتماعی دعا کرائی۔دعا کے بعد جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ میں مکرم سیٹھ محمد اسماعیل صاحب مرحوم آف حیدرآباد کی نماز جنازہ مکرم امیر صاحب مقامی نے پڑہائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔جس میں انصار نے شرکت کی۔بعدہ انصار نے اپنے گھروں اور مساجد میں تلاوت قرآن مجید کی اور ناشتہ کے بعد صبح آٹھ بجے احمدیہ گراؤنڈ میں انصار کے دلچسپ ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔نماز جمعہ مکرم مولانا منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس نے پڑہائی اور اجتماع کی اغراض ومقاصد بیان کئے۔

افتتاحی پروگرام: سواتین بجے اجتماع کی افتتاحی تقریب زیرصدارت مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ وامیر مقامی عمل میں آئی۔جیسے ہی آپ تشریف لائے مجلس عاملہ نے آپ کا استقبال کیا سب سے پہلے آپ نے لوائے انصار اللہ کی پرچم کشائی کی اور اجتماعی دعا کرائی اور سٹیج پر تشریف لائے آپ کے ساتھ مکرم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب صدر صدر انجمن احمدیہ قادیان، مکرم منیر احمد صاحب خادم، مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب، مکرم قاری نواب احمد صاحب، مکرم عبدالمومن راشد صاحب، مکرم زین الدین صاحب حامد بھی رونق افروز ہوئے۔مکرم قاری نواب احمد صاحب نے سورۃ الحشر کے آخری رکوع کی تلاوت کی اور ترجمہ پیش کیا اور مکرم کے نذیر احمد صاحب نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام خوش الحانی سے سنایا۔اس کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا پیغام پڑھ کر سنایا جو حضور انور نے مجلس کی درخواست پر امسال ازراہ شفقت ارسال فرمایا تھا۔(یہ پیغام بدر کے گزشتہ شمارے میں شائع ہو چکا ہے) اس کے بعد مکرم عبدالرؤف صاحب نیّر قائد عمومی نے مجلس کی سالانہ کارگذاری رپورٹ پڑھ کر سنائی اسی دوران مکرم فاتح احمد صاحب ڈاہری انچارج انڈیا ڈیسک لندن اجتماع گاہ میں تشریف لائے۔سب حاضرین نے کھڑے ہوکر آپ کا استقبال کیا۔آپ اسٹیج پر رونق افروز ہوئے۔

رپورٹ ختم ہونے پر مکرم صدر اجلاس نے خطاب فرمایا۔آپ نے سورہ انفال کی ۲۵ویں آیت کریمہ کے ایک حصہ یایھاالذین آمنوا استجیبوا للہ وللرّسول اذادعاکم لما یحییکم کی تلاوت کی اور ترجمہ پیش فرمایا کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور رسول کی بات سنو اور اس پر عمل کرو جب وہ تمہیں زندہ کرنے کے لئے بلائیں۔آپ نے فرمایا غیر احمدیوں کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردے زندہ کیا کرتے تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے ہم اس کے قائل نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اخلاقی اور روحانی طور پر مردہ ہو جاتے ہیں ان کو زندگی عطا کی جاتی ہے۔آپؑ فرماتے ہیں میرے ہاتھ سے جو جام پیئے گا وہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔اس زمانے میں مسلمانوں پر روحانی طور پر موت آچکی ہے۔کیونکہ وہ اللہ کے پیغام کو نہیں سنتے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بھیج کر خلافت کو جاری فرمایا ہے۔جو روحانی زندگی عطا کرنے کا نظام ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ ہمیں روحانی طور پر زندہ کرنے کے لئے ہر جمعہ کو خطاب فرماتے ہیں۔اگر ہم زندگی کے خواہاں ہیں تو ہمیں چاہئے کہ اسے سنیں اور اس پر عمل کریں اور روحانی زندگی حاصل کریں۔آپ نے فرمایا ہم نے یہ صرف دنیا کو نہیں سنانا کہ ہمارا ایک ٹی وی چینل ہے جو پوری دنیا میں چوبیس گھنٹے جاری ہے۔آپ نے تمام انصار اور اس موقعہ پر حاضر جماعتوں کے صدر صاحبان، مبلغین، معلمین اور تمام عہدیداروں کو توجہ دلائی کہ باقاعدگی کے ساتھ ہر جگہ حضور انور ایدہ اللہ کا خطبہ سننے کا انتظام ہونا چاہئے اور خاص طور پر حضور انور کے جملہ پروگرام۔کلاسز۔تعلیم القرآن کلاس اور راہ ہدیٰ پروگرام ضرور سننا چاہئے۔اس زمانے میں ہر جگہ ایم ٹی اے سننے کا انتظام ہوسکتا ہے۔اس بنیادی مقصد کی طرف پوری توجہ کرنے کی انصار کی ذمہ داری ہے۔آپ نے انصار کو اجتماع کے جملہ پروگراموں میں شامل ہونے اور حصہ لینے کی طرف بھی توجہ دلائی۔آخر پر مکرم فاتح احمد ڈاہری صاحب انچارج انڈیا ڈیسک لندن نے اجتماعی دعا کرائی۔اس کے بعد مقابلہ حسن قرأت (پرانی مجالس) ہوا اور اجلاس اختتام پذیر ہوا۔حضور انور کا خطبہ جمعہ انصار نے مسجد دارالانوار میں سنا، جہاں بڑی سکرین پر خطبہ دکھانے کا انتظام تھا۔نمازوں اور کھانے کے وقفے کے بعد رات آٹھ بجے پنڈال میں مقابلہ نظم خوانی (پرانی مجالس) اور مقابلہ تقاریر (معیار اول) ہوا۔

دوسرا روز ۱۰/اکتوبر: نماز تہجد مسجد دارالانوار میں مکرم عبدالمومن راشد صاحب نے پڑہائی۔نماز فجر کے بعد مکرم زین الدین صاحب نے درس دیا۔نو بجے صبح مقابلہ حفظ عہد وفائے خلافت ہوا۔

خصوصی اجلاس: ساڑھے نو بجے خصوصی اجلاس زیرصدارت مکرم مولانا منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس انصار اللہ بھارت منعقد ہوا۔مکرم مولوی عبدالوکیل صاحب نیاز ایڈیٹر رسالہ انصار اللہ کی تلاوت کے بعد مکرم ریحان احمد صاحب ظفر نے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے   حاصل ہو تم کو دید کی لذت خدا کرے

خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔اس کے بعد صدر مجلس نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جب سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے باقی ذیلی تنظیموں کا قیام فرمادیا تو سب کے آخر پر ۱۹۴۰ میں مجلس انصار اللہ کا قیام فرمایا جو ۴۰ سال سے اوپر کے افراد کی تنظیم ہے۔اس زمانے میں بڑی عمر کی تنظیمیں نہیں بنتی تھیں۔مجلس انصار اللہ پوری دنیا میں واحد تنظیم ہے جو اس لئے بنی کہ اس عمر میں بھی لوگ کچھ کرکے دکھاسکیں۔آنحضرت ﷺ پر وحی کا سلسلہ ۴۰ سال کی عمر کے بعد شروع ہوا۔لہذا کس احمدی کے لئے جواز ہے کہ میں اب بوڑھا ہوگیا ہوں اور کام نہیں کرسکتا؟۔قرآن شریف نے فرمایا ہے کہ ۴۰ سال کی عمر مچیور ہونے کی عمر ہے اس میں عبادت اور خدمت خلق کے کام کرنے ہیں کیونکہ عمر اور تجربہ پختہ ہو چکے ہیں۔اس زمانے میں خدا نے ہم پر بہت بڑی ذمہ داری ڈالی ہے کہ جو کامل شریعت ہمیں ملی ہم دوسروں تک اسے پہنچائیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اکثر خطبات میں فرماتے ہیں کہ احمدی خدا کی مخلوق تک خدا کا پیغام پہنچائیں روحانی طور پر پیاسی اور مری ہوئی مخلوق کو پھر سے زندہ کریں یہ ہمارا کام ہے۔ہر ایک کو سوچنا چاہئے کہ کیسے کریں تبلیغ کا کام بڑا مشکل کام ہے جب بھی سلسلہ ہدایت شروع ہوتا ہے تو شیطان کی طرف سے بڑی مخالفت ہوتی ہے۔طرح طرح کی مشکلات پیش آتی ہیں لوگ مارتے پیٹتے ہیں بات نہیں سنتے۔پھر بھی اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم تبلیغ چھوڑ دیں۔ہمیں آنحضرت ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرنا چاہئے آپ ان تمام ادوار سے گذرے جو کسی داعی الی اللہ کو پیش آسکتے ہیں۔آپ کے تمام کاموں میں حکمت نظر آتی ہے۔قریبی رشتہ داروں کو پیغام پہنچاؤ ان کو ساتھ ملاؤ ورنہ وہ نقصان پہنچائیں گے۔

آپ نے فرمایا کہ احمدیوں نے اس نسخہ سے بہت فائدہ اٹھایا ہے جنہوں نے اس بات کو معمولی سمجھا اور اپنی ذات تک ہی احمدیت کو محدود رکھا ان کی بیوی اور بچوں نے ان کا ساتھ نہ دیا۔یہ باتیں قرآنی حکم میں سے ہیں پروگراموں میں اسے مقدم رکھیں۔واقف کار گھروں میں تبلیغی نشستیں ہوں یا گھروں میں بلاکر خدمت کریں اور پیغام حق دیں۔اس نسخہ کو بھی اپنانا چاہئے ہر ایک کے کچھ نہ کچھ واقف کار ہوتے ہیں۔ان کے گھر جائیں۔ان کو بلائیں ایک بار کی نشست میں ابتدائی تعارف ہوگا۔پھر لٹریچر دیا جائے اور مسلسل رابطہ رکھا جائے۔ہمیں اپنے ساتھیوں کے لئے نیک نمونہ چھوڑنا ہوگا۔اسی طرح اخبارات میں لوکل ایڈیشن میں جماعتی خبریں، حضور کے خطبات کے اقتباسات اور مضمون شائع کریں۔اخبارات کے ساتھ تعلق بنائیں۔آپ نے فرمایا کہ بے شک مخالفت ہو ہم نے پیغام پہنچانے سے نہیں رکنا ہم تک اسلام بغیر قربانیوں کے تو نہیں پہنچا ہمیں بھی اس کو پہنچانے کے لئے قربانیاں دینی ہوں گی اور امام وقت کے قدم کے ساتھ قدم ملانے ہوں گے نہیں تو ہم پیچھے رہ جائیں گے۔

آپ نے فرمایا کہ افراد کو تنظیمیں ہی آگے لاتی ہیں لہذا ناظمین اپنی میٹنگز بلائیں اس میں یہ باتیں رکھیں احباب کو طریق سمجھائیں ان سے کام لیں آج کل انٹرنیٹ کا دور ہے۔جماعتی ویب سائیٹ سے فائدہ اٹھائیں۔اسی طرح انصار بزرگان قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر خود بھی سیکھیں اور اپنے بچوں کو بھی سکھائیں۔حضور کے خطبات کا مطالعہ کریں یہ دعوت الیٰ اللہ کے ہتھیار ہیں کتابوں کی اشاعت بہت ہو رہی ہے اسے گھر گھر پہنچائیں ہمارے پیارے امام بڑی بڑی یونیورسٹیوں اور ممبران پارلیمنٹ تک اسلام کا پیغام پہنچا رہے ہیں ہمیں اپنے دائرہ میں یہ فریضہ سرانجام دینا ہے اور اپنے بچوں میں دعوت الیٰ اللہ کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔آپ کے بعد مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ نے اطاعت نظام پر عالمانہ خطاب فرمایا۔بعدہ مکرم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوت الیٰ اللہ بھارت نے دعوت الیٰ اللہ اور انصار اللہ کی ذمہ داریاں عنوان پر خطاب فرمایا۔اس کے بعد انصار کے مقابلہ جات قصیدہ، حسن قرات ونظم خوانی نئی مجالس ومقابلہ تقاریر معیار دوم ہوا۔بعدہ کھانے کے لئے وقفہ ہوا۔

تین بجے مسجد دارالانوار میں مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان کی صدارت میں نئے سال کے لئے صدر مجلس انصار اللہ بھارت کا انتخاب عمل میں آیا۔بعد نماز ظہر وعصر انصار کی

دلچسپ کھیلیں ہوئیں۔ بعد نماز مغرب وعشاء دوسری نشست میں مقابلہ حسن قرات، نظم خوانی نئی مجالس، ومقابلہ تقاریر معیار دوم ہوا۔ اور آخر پر مقابلہ کوئز از خطبات حضور انور ایدہ اللہ ہوا۔

تیسرا دن ۱۱/۱ کتوبر: نماز تہجد مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب نائب صدر مجلس نے پڑھائی نماز فجر کے بعد مکرم مولوی زین الدین صاحب حامد نائب صدر مجلس نے درس دیا۔ اجتماعی تلاوت کے بعد ناشتہ کے لئے وقفہ ہوا۔ صبح نو بجے مقابلہ حفظ احادیث ہوا۔ پہلا اجلاس زیر صدارت مکرم مولانا محمد عمر صاحب ناظر اصلاح وارشاد ساڑھے نو بجے منعقد ہوا۔ جس میں مکرم تنویر احمد صاحب سہارنپوری کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم سید عبدالنقی صاحب آف برہ پورہ کی نظم خوانی کے بعد مکرم ڈاکٹر عبدالماجد صاحب آف سہارنپور نے حفظان صحت کے اصول کے تحت بہت قیمتی اور مفید معلومات سے حاضرین کو روشناس کیا۔ اس کے بعد مکرم صدر اجلاس نے نماز کی اہمیت اور برکات عنوان پر خطاب کیا۔ بعدہ "جماعت احمدیہ کا مالی نظام اور اس کی اہمیت" عنوان پر مجلس مذاکرہ ہوئی جس میں مکرم مولانا جلال الدین صاحب نیّر ناظر بیت المال، مکرم مولانا خورشید احمد صاحب انور وکیل المال، مکرم مولوی عبدالوکیل صاحب نیاز نائب ناظم وقف جدید نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ سوا گیارہ بجے مسجد دارالانوار میں مجلس شوریٰ کا دوسرا سیشن زیر صدارت مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ منعقد ہوا جس میں بجٹ برائے سال ۲۰۱۰ء اور مجلس کی مساعی میں مزید ترقی لانے کے لئے ممبران نے اپنی تجاویز پیش کیں۔ بعد نماز ظہر وعصر احمدیہ گراؤنڈ میں انصار صف اول اور صف دوم کا میوزیکل چیئر کا مقابلہ ہوا جبکہ انصار اور خدام کا والی وال کا دلچسپ مقابلہ ہوا۔

اختتامی اجلاس وتقسیم انعامات: اختتامی تقریب کا آغاز بعد نماز مغرب وعشاء ساڑھے سات بجے زیر صدارت مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ ہوا مہمان خصوصی مکرم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب کے علاوہ نائب صدر صاحبان بھی سٹیج پر رونق افروز ہوئے۔ مکرم مولوی سفیر احمد صاحب شمیم کی تلاوت وترجمہ کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ بھارت نے عہد انصاراللہ اور عہد وفائے خلافت دوہرایا اور مکرم جاوید احمد صاحب آف یادگیر نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ بعدہ مکرم ناظر صاحب اعلیٰ نے انعامات تقسیم کئے۔ اس سال سیدنا حضور انور ایدہ اللہ کی ہدایت کے مطابق اول آنے والی مجلس کو علم انعامی اور پہلی دس پوزیشن حاصل کرنے والی مجالس کو حضور انور ایدہ اللہ کے دستخط مبارک والی سند امتیاز دی گئیں۔ امسال موازنہ کے لئے مجالس کے تین گروپ بنائے گئے تھے۔ (۱) شہری مجالس (۲) پورانی دیہاتی مجالس (۳) نئی مجالس، اس لحاظ سے تیس مجالس کو سند امتیاز اور ٹرافی دی گئی اسی طرح ۴۸ زونل مجالس میں سے پہلی دس پوزیشن حاصل کرنے والے زونل ناظمین کو بھی خصوصی ٹرافی دی گئی۔ نیز دوران سال ترجمہ قرآن مکمل کرنے والے انصار اور دینی امتحان میں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار اور خصوصی تعاون کرنے والے انصار وممبران مجلس عاملہ کو انعامات دئے گئے۔ جبکہ مکرم عنایت اللہ صاحب ومکرم قاری نواب احمد صاحب نائب صدر صاحبان کو ایوارڈ آف آنر اور مکرم زین الدین صاحب حامد ومکرم عبدالمومن راشد صاحب نائب صدر صاحبان کو ایوارڈ آف اپریسیئیشن دئے گئے۔ بعدہ مکرم عنایت اللہ صاحب نے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ کا پیغام دوبارہ پڑھ کر سنایا اور شکریہ احباب ادا کیا۔

ٹھیک ۹ بجے مکرم ناظر صاحب اعلیٰ نے خطاب فرمایا آپ نے اجتماع کے بخیر وخوبی اختتام پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، مبارک باددی اور نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اجتماع کا مرکزی نقطہ حضور انور کا پیغام ہے۔ اور یہ کوئی رسمی چیز نہیں ہے جیسے دنیا کے سربراہان رسمی طور پر نیک تمناؤں کا اظہار کرتے ہیں۔ حضور نے جو پیغام ہمیں بھجوایا ہے یہ بنیادی بات ہے۔ خلیفہ وقت اللہ تعالیٰ سے رہنمائی پا کر ان امور کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ پس ہر ایک اپنا جائزہ لے کہ کتنے ہیں جو باقاعدہ تلاوت کرتے ہیں اور اس کے لئے اپنے بچوں کی نگرانی کرتے ہیں۔ پس اس سال کے لئے اس بات کو پلے باندھیں اور اپنا لائحہ عمل بنالیں کہ ہر روز تلاوت کرنی ہے۔ اور نظام خلافت کی حفاظت یہی ہے کہ ہم خلیفہ وقت کے حکم پر عمل کریں اپنے خطاب کے آخر میں مکرم ناظر صاحب اعلیٰ نے مکرم مولانا منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کے ساتھ تین ٹرموں یعنی چھ سال تک مجلس کی بہترین خدمت کی ہے اور آپ کی کارکردگی نمایاں ہے۔ آپ نے مجلس کے تبلیغی، تربیتی، اور مالی شعبوں میں قابل قدر کام کیا ہے۔ خصوصاً حضور ایدہ اللہ کے خطبات کا خلاصہ مجالس کو بھجوانا بڑا کام تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی احسن جزا دے اور جو بنیادیں آپ نے بھری ہیں اس پر آنے والوں کو شاندار عمارتیں تعمیر کرنے کی توفیق دے۔ اور ہم سب کو اللہ تعالیٰ اپنی رضا اور حضور ایدہ اللہ کے منشاء کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق دے۔ اور سب کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ خطاب کے بعد آپ نے دعا کرائی۔ اس کے ساتھ ہی یہ بابرکت اجتماع بخیر وخوبی اختتام پزیر ہوا۔

تینوں روز شعبہ ورزشی مقابلہ جات کے تحت انصار کی مختلف دلچسپ کھیلیں ہوئیں جس میں باہر سے آنے والے انصار نے بھی ذوق وشوق سے حصہ لیا۔ جملہ مہمانان کے قیام وطعام کا انتظام گیسٹ ہاؤسز نزد جامعۃ المبشرین کیا گیا تھا جبکہ مسجد دارالانوار میں تہجد اور باقی نمازیں ادا کی گئیں اور درس کا انتظام ہوا۔ جملہ شعبہ جات کے منتظمین ومعاونین نے نہایت خوش اسلوبی سے ڈیوٹیاں سرانجام دیں شعبہ رجسٹریشن کے مطابق امسال قادیان سمیت ۲۰ صوبوں کی ۱۸۸ مجالس کے ۷۴۵ نمائندوں نے شرکت کی۔ اجتماع کے افتتاح واختتام کی خبریں متعدد ملکی اخبارات والیکٹرانک میڈیا نے شائع کیں۔

(قریشی محمد فضل اللہ۔ محمد ابراہیم سرور شعبہ رپورٹنگ)

آپ کے خطوط آپ کی رائے:

......پاکیزہ معاشرہ کی ضرورت......

مجھے بیر ہرگز نہیں ہے کسی سے
میں دنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں

موجودہ دور میں ایک صاف اور پاکیزہ معاشرہ کی نہایت اشد ضرورت ہے دنیا کے حالات بڑی تیزی سے بدل رہے ہیں جہاں جہاں دنیاوی لحاظ سے ترقی یافتہ ممالک اپنی قوت کو بڑھانے میں لگے ہوئے ہیں اور نئے نئے تجربات کئے جارہے ہیں وہیں ترقی پذیر ممالک قرضوں میں دبے ہوئے ہیں مغربی ممالک کے معاشرہ تہذیب وتمدن کلچر کا ہمارے یہاں اثر انداز ہو رہا ہے۔ اس وقت ساری دنیا میں صحت مند معاشرہ اور معاشرتی عدل کے متعلق نظریاتی جنگ جاری ہے۔ کوئی سوشلزم کا نعرہ لگا رہا ہے کوئی کمیونزم کا اور کوئی مغربی معاشرہ اور طرز زندگی کو ہی انسان کی نجات کا ذریعہ ثابت کرنے کی کوشش میں ہے۔ لیکن ان نظریات میں سے کوئی بھی انسانی تسکین اور طمانیت کا باعث نہیں بن سکا۔ نہ بن سکتا ہے البتہ اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے سے یہ مقصد حاصل ہوسکتا ہے لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ اسلامی دنیا میں بھی اب تک اس پر عمل نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ اگر مسلم ممالک میں اسلام کی حسین اور پاکیزہ تعلیم پر عمل ہوتا تو یقیناً آج جو راستہ بعض بھٹکے ہوئے نوجوانوں نے اختیار کیا ہے ہرگز ایسا نہ کرتے۔ اس بات میں ذرّہ بھر شک نہیں کہ ملاؤں کا اس میں ہاتھ ہے جو کہ اسلام کی حقیقی اور پاکیزہ تعلیم کو صحیح رنگ میں عوام کے سامنے پیش نہیں کرتے ہیں۔

یہ بات اہم اور ضروری ہے کہ دنیا میں صحیح امن اور صلح وآشتی کی بنیاد رکھنے میں ہم اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتے جب تک ہم اسلامی معاشرہ کے قیام کی کوشش نہیں کرتے۔ اس کیلئے دو اہم امور بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

۱۔ مساوات۔ ۲۔ بنی نوع انسان سے ہمدردی اور اخوت۔ دنیا کے حالات پر نظر دوڑانے سے یہ بات واضح ہے کہ سارے نظام افرط وتفریط کے شکار ہیں۔ یہاں تک بین الاقوامی انصاف کے ادارے بھی اس کا شکار ہوگئے ہیں۔ یہ بات اُن کے فیصلوں سے ظاہر ہے چونکہ بڑی بڑی طاقتیں اس کو چلاتی ہیں لہٰذا اُن کی نظر میں جو ٹھیک ہے وہ جائز ہوجاتا ہے۔ ساری دنیا کو معلوم ہے کہ اب تک یواین او یا سلامتی کونسل نے کس قسم کے فیصلے صادر فرمائے ہیں کیا وہ سارے انصاف پر مبنی ہیں۔؟

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام نسلِ انسانی ایک باپ سے چلائی گئی۔ اس لئے تم سب بحثیت انسان ایک جیسے ہو۔ ایک انسان اور دوسرے انسان میں کوئی فرق نہیں بانیٔ اسلام آنحضرت صلعم نے اس کی تفسیر یوں فرمائی کہ "تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے کنبہ کے طور پر ہے۔ پس جو اللہ تعالیٰ کے عیال سے حسن سلوک کرتا ہے وہی اللہ کو پیارا ہے۔"

آنحضرت صلعم کی زندگی میں ایسی سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں جس میں آپؐ کے فیض عام کا اظہار اور قرآن مجید کی اس تعلیم کی عملی تصویر نظر آتی ہے۔ آپؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا۔ اے لوگو۔ تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک تھا سنو کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے اور نہ کسی سرخ رنگ والے کو کسی سیاہ رنگ والے پر کوئی فضیلت ہے اور نہ کسی سیاہ فام کو سرخ پر سوائے تقویٰ کی بنیاد کے۔

بانیٔ جماعت احمدیہ کیا خوب فرماتے ہیں کہ ہم سب کیا مسلمان کیا ہندو باوجود صدہا اختلافات کے اُس خدا پر ایمان لانے میں شریک ہیں جو دنیا کا خالق و مالک ہے۔ اور ایسا ہی ہم سب انسان کے نام میں بھی شراکت رکھتے ہیں۔ ہم سب انسان کہلاتے ہیں۔ اور ایک ہی ملک کے باشندے ہونے کے ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں اس لئے ہمارا فرض بنتا ہے صفائے سینہ اور نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کے رفیق بن جائیں اور دین و دنیا کی مشکلات میں ایک دوسرے کی ہمدردی کریں۔ ایسی ہمدردی کریں کہ گویا ایک دوسرے کے اعضاء بن جائیں۔ وہ دین دین نہیں جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو۔ نہ وہ انسان انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ خدا تعالیٰ نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا۔ جو جو انسانی طاقتیں اور قوتیں آریہ ورت کی قدیم قوموں کو دی گئی ہیں۔ وہی تمام قوتیں عربوں اور فارسیوں اور شامیوں چینیوں اور جاپانیوں اور یورپ اور امریکہ کی قوموں کو بھی عطا کی گئیں۔ سب کیلئے خدا کی زمین فرش کا کام دیتی ہے سب کیلئے اُس کا سورج چاند اور کئی ستارے روشن چراغ کا نام دے رہے ہیں۔ اس کی پیدا کردہ عناصر یعنی ہوا پانی اور آگ اور خاک ایسا ہی دوسری تمام پیدا کردہ چیزوں اناج اور پھل دوا وغیرہ سے تمام قومیں فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ پس یہ اخلاق خداوندی ہمیں سبق دیتے ہیں کہ ہم بھی اپنے نبی نوع انسانوں سے مروت اور سلوک کے ساتھ پیش آویں اور تنگ دل اور تنگ ظرف نہ بنیں۔

اسلام نے ایک سنہری تعلیم یہ بھی پیش کی ہے کہ خدا رب العلمین ہے تمام دنیا کا وہ مالک ہے اُس نے ہر قوم اور امت میں نبی رسول بھیجے ہیں اور ان سب پر ایمان لانا ضروری ہے پس ہم اس تعلیم کی روشنی میں تمام رشی منی اوتار گورو پیغمبر رسول کو مانتے ہیں ان کی عزت کرتے ہیں اور یہ بات یقین سے کہتے ہیں کہ مذہب اسلام میں فرقہ پرستی نفرت بغض کینہ دہشت گردی کی قطعًا اجازت نہیں ہے بلکہ اسلام رواداری بھائی چارہ اور سب سے حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے ہر قسم کے امتیاز کو سرے سے خارج کرتا ہے تمام بنی نوع انسان سے یکساں سلوک کی تعلیم دیتا ہے افسوس اس بات کا ہے کہ ہمارے پڑوسی ملک میں اس پاکیزہ تعلیم کی دھجیاں اُڑائی جارہی ہیں غیر تو غیر بعض مسلمان فرقوں کے ساتھ بھی ناروا سلوک کیا جارہا ہے حتیٰ کہ کلمہ طیبہ کو حکومت کے کارندے مساجد اور گھروں سے مٹا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ان لوگوں کو عقل اور سوچ عطا کرے اور ان گھناؤنی حرکات سے انہیں باز رکھے۔ آمین۔

(محمد یوسف انور مدرس جامعہ احمدیہ قادیان)

☆☆☆

خطبہ جمعہ سے جلسہ سالانہ جرمنی کا افتتاح۔ خطبہ جمعہ میں جلسہ میں شامل ہونے والوں کو جلسہ کے اغراض و مقاصد کو پیشِ نظر رکھنے اور کارکنان کو حُسنِ خُلق کے ساتھ مہمانوں کی خدمت کرنے سے متعلق اہم تاکیدی نصائح۔

مختلف تعلیمی میدانوں میں امتیاز حاصل کرنے والی خواتین میں تقسیم اسناد و گولڈ میڈلز۔ قرآن کریم پڑھانے والی معلمات میں اسناد کی تقسیم۔

زیرِ تبلیغ جرمن افراد کے ساتھ ایک نشست میں حضور انور کا بصیرت افروز خطاب۔ یورپ کے دس ممالک سے آئے ہوئے وفود سے اجتماعی ملاقات۔

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جرمنی میں مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(مبارک احمد ظفر۔ ایڈیشنل وکیل المال۔ لندن)

14 اگست 2009ء بروز جمعۃ المبارک:

آج حضور انور ایدہ اللہ کے دورے کا پانچواں دن تھا۔ حضور کل سے من ہائم میں ہی رہائش پذیر ہیں۔ صبح 5 بج کر 15 منٹ پر حضور انور مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور نماز فجر پڑھائی۔ پہلی رکعت میں سورۃ بنی اسرائیل آیات 79 تا 85 اور دوسری رکعت میں سورۃ الکھف آیات 1 تا 11 تلاوت فرمائیں۔ آج جلسہ سالانہ کا پہلا روز تھا۔ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ صبح سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ شعبہ استقبال کی طرف سے مسلسل لاؤڈ سپیکر پر ان مہمانوں کا استقبال اَھْلًا وَ سَھْلًا وَّ مَرْحَبًا کہہ کر کیا جا رہا تھا۔ خوب گہما گہمی تھی اور ایک روحانی ماحول کا ساماں بندھا ہوا تھا۔

تقریب پرچم کشائی

دو پہر دو بجے حضور انور اپنی رہائش گاہ سے تشریف لائے۔ سڑک کے دونوں اطراف احباب جماعت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر اپنے آقا کی ایک نظر دیدار کے لئے بے تاب کھڑا تھا۔ جوں ہی ان کی نظر اپنے محبوب آقا پر پڑی تو نعرہ ہائے تکبیر اور خلافت احمدیہ زندہ باد کے نعرے فضا میں بلند ہوئے۔ ہر کوئی اپنے اپنے انداز سے حضور انور سے عقیدت اور محبت کا اظہار کر رہا تھا۔ جگہ جگہ اطفال اور خدام ٹولیوں کی شکل میں لَبَّیکَ یَا اِمَامَنَا لَبَّیکَ سَیِّدِی کے ترانے گا رہے تھے۔ یہ بڑا روح پرور نظارہ تھا۔ حضور انور جوں ہی پرچم کشائی کے ایریا میں پہنچے تو بچوں نے حضور انور پر سرخ گلاب کے پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں۔ لوائے احمدیت حضور انور نے لہرایا جبکہ مکرم امیر صاحب جرمنی نے جرمنی کا قومی پرچم لہرایا۔ جونہی پرچم فضا میں لہرائے تو نعرہ ہائے تکبیر اور رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا کی دعا سے فضا گونج اٹھی۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔ دوران دعا شعبہ سمعی و بصری کے اسٹال سے ایک نظم چلتی رہی جس کی وجہ سے دعا میں خلل واقع ہوا۔ جس پر حضور انور نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور ہجوم عاشقاں کے درمیان سے گزرتے ہوئے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ (جلسہ سالانہ جرمنی کا افتتاح)

نماز جمعہ اور عصر کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے ان کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔ اور اس کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ 9 بج کر 10 منٹ پر حضور انور نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء پڑھائیں۔ نماز مغرب کی پہلی رکعت میں سورۃ الفیل اور دوسری رکعت میں سورۃ القریش کی تلاوت فرمائی۔ جب کہ نماز عشاء کی پہلی رکعت میں سورۃ الضحی اور دوسری رکعت میں سورۃ الم نشرح کی تلاوت فرمائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور واپس اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

15/اگست 2009ء بروز ہفتہ:

آج جلسہ سالانہ جرمنی کا دوسرا اور حضور انور کے سفر کا چھٹا دن تھا۔ حضور انور نے صبح 5 بجکر 15 منٹ پر مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نمازِ فجر پڑھائی۔ چونکہ آج حضور انور نے مستورات سے خطاب فرمانا تھا اس لئے خواتین اور بچیاں بڑے اہتمام کے ساتھ صبح سے جلسہ گاہ میں جوق در جوق آنا شروع ہو گئیں تھیں۔ بچیوں نے خوبصورت رنگ برنگے کپڑے پہن رکھے تھے گویا آج کا دن ان کے لئے عید کی سی خوشی کا تھا۔

جلسہ گاہ مستورات میں حضور انور کی تشریف آوری

حضور انور 12 بجکر 10 منٹ پر مستورات کی جلسہ گاہ میں تشریف لانے کے لئے اپنی رہائش گاہ سے روانہ ہوئے اور جلسہ گاہ کے مغربی گیٹ سے گزرتے ہوئے سٹیج پر رونق افروز ہوئے۔ گیٹ پر مکرمہ سعدیہ گڈٹ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی اور ان کے ساتھ حفاظتی ٹیم نے حضور انور کا استقبال کیا۔ سڑک کے دونوں اطراف میں خواتین اور بچیاں اپنے پیارے آقا کے لئے چشم براہ تھیں۔ جب حضور انور جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے تو خواتین نے پُر جوش نعروں سے حضور انور کا استقبال کیا۔ اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا جو مکرمہ تنزیلہ خان صاحبہ نے کی جس کا اردو ترجمہ مکرمہ طاہرہ الیاس منیر صاحبہ نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرمہ عائشہ محمود صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام "ہمیں اُس یار سے تقویٰ عطا ہے" خوش الحانی سے پیش کیا۔

تقریبِ تقسیمِ اسناد و گولڈ میڈلز

تلاوت اور نظم کے بعد حضور انور نے اپنے دستِ مبارک سے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کو اسناد عطا فرمائیں۔ جبکہ حضرت سیدہ امۃ السبوح صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے طالبات کو گولڈ میڈلز پہنائے۔ جن طالبات کو یہ اعزاز حاصل ہوا ان کے اسماء حسبِ ذیل ہیں۔

مکرمہ امینہ ثنا ملک صاحبہ (ماسٹر آف بزنس ایڈمنسٹریشن)، مکرمہ سعیدہ احد صاحبہ (بیچلر آف بزنس ایڈمنسٹریشن)، مکرمہ امۃ الحیٔ قاضی صاحبہ (ماسٹرز آف لاء)، مکرمہ سیدہ قرۃ العین گردیزی صاحبہ (ماسٹرز آف ایجوکیشن)، مکرمہ عطیہ کریم عارف صاحبہ (ماسٹرز آف انجینیرنگ)، مکرمہ سارہ حیات صاحبہ (ماسٹرز آف سائنس)، مکرمہ عائشہ احمد صاحبہ (ٹیچنگ ڈگری)، مکرمہ عائشہ کرن احمد صاحبہ (ڈرماٹولوجی)، مکرمہ قرۃ العین افضال صاحبہ (ماسٹرز آف بزنس ایڈمنسٹریشن)، مکرمہ سعدیہ راجہ صاحبہ (ماسٹرز آف کیمسٹری)، مکرمہ اسماء حنا خلیل صاحبہ (بیچلر آف سائنس)، مکرمہ فائزہ خلیل صاحبہ (ماسٹرز آف کیمسٹری)، مکرمہ شازیہ رفیق شیخ صاحبہ (ماسٹرز آف ایجوکیشن)، مکرمہ طاہرہ رفیق شیخ صاحبہ (ماسٹرز آف ایجوکیشن)، مکرمہ امۃ القدسیہ مشتاق صاحبہ (بیچلر آف کیمسٹری)، مکرمہ عالیہ انجم چیمہ صاحبہ (بیچلر آف آرٹس)، مکرمہ بشریٰ رفیق شیخ صاحبہ (بیچلر آف آرٹس)، مکرمہ مبشرہ احمد خان صاحبہ، مکرمہ عطیہ غفور بھٹی صاحبہ (ماسٹرز آف لاء)، مکرمہ ڈاکٹر حسیبۃ الصبور صاحبہ، مکرمہ حنا بھٹی صاحبہ (انٹرنیشنل فنانس)، مکرمہ ڈاکٹر ملیحہ مصدق صاحبہ، مکرمہ طاہرہ رقیہ یوسف صاحب (ٹیچنگ ڈگری)، مکرمہ انیلہ احمد صاحبہ (A لیول)، مکرمہ کاشفہ احمد صاحبہ (A لیول)، مکرمہ ملیحہ طارق صاحبہ (A لیول)، مکرمہ صائمہ انعم باجوہ صاحبہ (A لیول)، مکرمہ بارعہ احمد سندھو صاحبہ (A لیول)، مکرمہ نعیمہ انیس صاحبہ (A لیول)، مکرمہ عائشہ حلیمہ مجید صاحبہ (A لیول)، مکرمہ نازش اشفاق صاحبہ (A لیول)، مکرمہ نائلہ افتخار صاحبہ (A لیول)، مکرمہ آصفہ وسیم صاحبہ (O لیول)، مکرمہ منیبہ احمد صاحبہ (O لیول)۔

قرآن کریم پڑھانے والی معلمات میں اسناد کی تقسیم

آخر پر حضور انور نے قرآن کریم پڑھانے والی حسبِ ذیل 10 معلمات کو بھی اپنے دستِ مبارک سے اسناد عطا فرمائیں۔

مکرمہ راشدہ چوہدری صاحبہ، مکرمہ منزہ سلیم صاحبہ، مکرمہ بشریٰ احمد صاحبہ، مکرمہ انجم آراء صاحبہ، مکرمہ طاہرہ الیاس منیر صاحبہ، مکرمہ محمودہ احمد صاحبہ، مکرمہ نبیلہ نعیم صاحبہ، مکرمہ سارہ خرم صاحبہ، مکرمہ امۃ الکریم صاحبہ اور مکرمہ عظمیٰ یعقوب صاحبہ۔

حضور انور کا مستورات سے خطاب.......... بدر کے شمارہ مجریہ.............. میں شائع ہو چکا ہے۔

بچوں کو پوری صحت و تلفظ کے ساتھ قرآن کریم پڑھانے کی تحریک

حضور نے فرمایا کہ مَیں یہ بھی کہوں گا کہ مغربی ممالک کی مائیں اپنی مصروفیتوں کے بہانے کر کے اپنے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کیلئے غیر از جماعت قاریوں کے پاس بھجوا دیتی ہیں۔ کئی کیس ایسے ہوئے ہیں کہ ان قاریوں نے قرآن تو کم پڑھایا اور جماعت کے متعلق غلط باتیں ان کے ذہنوں میں پیدا کرنے کی زیادہ کوشش کی اب جبکہ جماعت کی ویب سائٹ alislam اور MTA پر قرآن کریم کو صحت و تلفظ کے ساتھ پڑھانے کے پروگرام آتے ہیں ان کو ریکارڈ کر کے اپنے بچوں کو خود سکھائیں اور ایم ٹی اے والے ہر ملک کے لحاظ سے وقت کا اندازہ کر کے ان پروگراموں کو دوبارہ نئے سرے سے شروع کریں تا کہ کوئی بہانہ نہ رہے کہ ہم سکھا نہیں سکتے۔ پہلی تو آپ کی ذمہ داری ہے، ماؤں کی کہ خود سکھائیں، سیکھیں بھی اور سکھائیں بھی۔ قرآن کریم پڑھانے والیوں کی سندات تو آج آپ نے وصول کر لیں تو ان سے اب آگے اور پڑھانے والیاں بھی پیدا ہوتی چلی جانی چاہئیں۔ بلکہ ہر عورت اور ہر ماں قرآن کریم صحت و تلفظ کے ساتھ پڑھانے والی ہو۔ گھر کی نگرانی عورت کے سپرد کی گئی ہے۔ متقیوں کا امام بننا صرف مردوں کیلئے نہیں بلکہ عورتوں کیلئے بھی ہے اور اپنے بچوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل کرنے کی دعا عورت کیلئے بھی ہے۔ جب گھر کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے مرد امام بنتا ہے تو اس کے بیوی بچے اس کے ماتحت ہوتے ہیں اور عورت بھی اس دعا کی وجہ سے اپنے بچوں کی امام بن جاتی ہے اور بچے اس کے زیر نگیں ہو جاتے ہیں۔

پس اس امانت کا حق ادا کرنا بھی ہر احمدی ماں کا فرض ہے اور جب آپ متقیوں کا امام بننے کی دعا کریں گی تو اپنے بچوں کے تقویٰ کے معیاروں کو بھی دیکھیں گی اور نیک اعمال کی راہنمائی بھی کریں گی اور فکر کے ساتھ ان نیکیوں کے قائم رہنے کیلئے دعائیں بھی کریں گی۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ اپنے بچوں کے نیک ہونے کیلئے تو دعائیں

کریں اور خود اپنی طرف توجہ نہ دیں۔ اسلام نے عورت کو ایک ایسا بلند مقام بھی عطا فرمایا ہے جو مردوں کو پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔اور وہ ہے آنحضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ جنت کی جو کنجی یا چابی آپ کے پاؤں کے نیچے رکھی گئی ہے یہ آپ کو احساس دلاتی ہے کہ اس کا استعمال کر کے اپنے لئے بھی جنت کے دروازے کھولیں اور اپنی اولاد کیلئے بھی۔ یہ جنت کی چابی آپ کو اسلئے ملی ہے کہ آپ ایک نئی نسل کی تربیت گاہ ہیں۔ یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اس چابی کے ساتھ آپ کو ایک کوڈ نمبر بھی دیا گیا ہے ہر ماں جنت کی چابی نہیں ہے بلکہ وہی ماں جنت تک پہنچانے والی ہے جو اس کوڈ کو استعمال کرے گی اور وہ کوڈ ہے اعمال صالحہ اور تقویٰ۔ جب اس کا عکس اس تالے پر پڑے گا تو ایسی ماؤں کے لئے جنت کے دروازے کھلتے چلے جائیں گے

پس ہر احمدی عورت اس کو استعمال کرے اور دنیا کو بتادے کہ تم کہتے ہو کہ اسلام میں عورت کی عزت نہیں۔ اسلام تو ہمیں نیک عمل کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ مردوں کے برابر بلکہ اولاد کی نیک تربیت کی وجہ سے ہماری اولاد کی جنت کی ضمانت بھی دیتا ہے۔اور ہمارے مرنے کے بعد وہ نیک عمل جو ہماری نیک تربیت کی وجہ سے ہماری اولاد کرتی ہے جہاں وہ اسکا ثواب حاصل کرنے والی ہوتی ہے وہاں ماؤں کے دنیا سے رخصت کے بعد ماؤں کا درجہ بلند کرنے کا موجب بھی بن رہی ہوتی ہے۔ پس یہ اعزاز حاصل کرنے کیلئے ہر ماں کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اسکی توفیق دے۔

نوجوان بچوں کو پھر مَیں کہتا ہوں کہ اپنے مقام کو سمجھو اور اپنے تقدس کا خیال رکھو۔ اس ملک میں آ کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو سہولتیں اور آسانیاں فراہم کی ہیں انہیں اپنی عارضی تسکین کا ذریعہ نہ بناؤ بلکہ جماعت کے مفاد کیلئے استعمال کرو۔ انٹرنیٹ کو لغویات اور فضولیات کیلئے استعمال کرنے کی بجائے احمدیت کا پیغام پہنچانے کیلئے استعمال کرو۔ اس سے غیر اور نامحرموں سے رابطے کرنے کی بجائے دین کے رابطے کرنے کیلئے استعمال کرو۔ میرے ایک جائزے سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ جن گھروں میں ماں باپ کا آپس میں پیار اور محبت کا تعلق نہیں ہے ان کے بچے باہر زیادہ سکون تلاش کرتے ہیں اس لئے مَیں ماں باپ سے یہ بھی کہوں گا کہ اپنی ذاتی اناؤں اور ادنیٰ خواہشات کی وجہ سے اپنے گھروں کا سکون برباد کر کے اپنی نسلوں کو برباد نہ کریں۔ اور حقیقی طور پر متقیوں کا امام بننے اور اپنی امانتوں کا حق ادا کرنے والے بننے کی کوشش کریں اور اپنے عہد اور وعدے کو پورا کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ کر آپ نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا کرے۔

خطاب کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر بعد مردانہ جلسہ گاہ کے ہال میں تشریف لا کر نماز ظہر و عصر پڑھائیں۔

زیر تبلیغ جرمنوں کے ساتھ ایک نشست

حضور انور شام 5 بجکر 40 منٹ پر زیر تبلیغ جرمنوں کے ساتھ ایک نشست کیلئے تبلیغ مارکی میں تشریف لائے جب حضور انور وہاں پہنچے تو تمام حاضرین نے حضور انور کا کھڑے ہو کر استقبال کیا۔ سٹیج پر رونق افروز ہونے کے بعد حضور انور نے دریافت فرمایا کہ جو انگریزی سمجھتے ہیں وہ ہاتھ کھڑے کریں۔ ساتھ ہی یہ وضاحت بھی فرمائی کہ میرے مخاطب صرف وہ جرمن دوست ہیں جو انگریزی سمجھتے ہیں۔ اس امر کا جائزہ لینے کے بعد حضور انور خطاب کیلئے ڈائس پر تشریف لائے اور تمام مہمانوں کو اسلام علیکم کہا۔

حضور انور کے انگریزی میں خطاب کا خلاصہ

تشہد اور تعوذ کے بعد حضور انور نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا جس کا جرمن زبان میں ترجمہ مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب نے کیا۔ فرمایا کہ آج مَیں ان جرمن احباب سے مخاطب ہوں جو احمدی تو نہیں مگر جماعت کیساتھ اچھا تعلق رکھنے والے ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ جماعت کی تعلیم سننے کا آپ کو موقع ملا ہے۔ حضور انور نے آیت لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن (البقرہ:257) کے قرآنی اعلان کی تشریح میں فرمایا کہ اس وقت دنیا میں اسلام کے خلاف جو پروپیگنڈا ہے اس میں اسلام کو انتہا پسندی اور دہشت گردی کا مذہب قرار دیا جاتا ہے نیز عورتوں کے حقوق کا خیال نہ رکھنے اور ملک کے خلاف سازش کرنے کا الزام دیا جاتا ہے۔ گو یہ الزام کچھ حقیقت نہیں رکھتے مگر ایک تاثر ضرور چھوڑ جاتے ہیں۔ اس مختصر وقت میں اسلام کی ساری تعلیمات کا بیان تو ممکن نہیں اس لئے چند نکات کا مختصر ذکر ہی ہو سکے گا تا کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ اسلام کی تعلیمات کو صحیح طور پر سمجھا نہیں گیا۔ آج میں وہ اسلام پیش کروں گا جو جماعت احمدیہ کا اسلام ہے۔

اسلام پر پہلا اعتراض جبراً اور بزور شمشیر مسلمان بنانے کا ہے۔ جہاں تک اس الزام کا تعلق ہے اگر ہم آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کے حالات کو دیکھیں تو صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ مسلمان تو خود شروع سے ظلم و ستم کا شکار رہے ہیں اور اسلام پیار، محبت اور اپنے اعلیٰ اخلاقی نمونوں سے پھیلا ہے۔ طاقت سے جسموں کو تو زیر نگیں کیا جا سکتا ہے دلوں کو نہیں آنحضور ﷺ جو انقلاب لائے وہ جبر سے نہیں آیا بلکہ اخلاق حسنہ اور پیار کے نتیجے میں دلوں کے گھائل ہونے سے آیا ہے۔

شروع شروع میں جو لوگ آپ پر ایمان لائے ان میں زیادہ تر غلام اور کمزور افراد شامل تھے۔ بعض معزز گھرانوں سے تعلق رکھنے والے بھی تھے مثلاً حضرت ابوبکر۔ یہ لوگ تو خود جبر کا نشانہ بنائے گئے وہ اپنے ہی گھروں میں عبادت نہیں کر سکتے تھے۔ بعض کو تپتی ریت اور جلتے کوئلوں پر ڈالا گیا۔ اڑھائی سال تک مسلمانوں کو شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا۔ پھر مکہ سے ہجرت بھی کرنی پڑی۔ تب بھی انکا پیچھا نہ چھوڑا گیا اور حملہ آور ہو کر ان پر جنگ مسلط کی گئی۔ ان حالات میں مسلمانوں کو اپنے دفاع کی اجازت ملی کہ اگر دفاع نہ کیا تو عیسائیوں اور یہودیوں کے معبد بھی محفوظ نہ رہیں گے۔ اور جب مسلمانوں کو مجبوراً دفاعی جنگ لڑنی پڑی اُسوقت ان لڑنے والوں کی تعداد صرف 313 تھی۔ اپنے دفاع کیلئے پورا سامان بھی میسر نہ تھا۔ لکڑی کی چند تلواریں تھیں جبکہ دشمن تلواروں اور دیگر ہتھیاروں سے پوری طرح مسلح تھا۔ اس کے باوجود اللہ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی اور انہیں فتح دی۔ ان حالات میں کیا یہ کہنا ٹھیک ہے کہ اسلام نے لوگوں کو زبردستی مسلمان بنایا۔ جس نے بھی اسلام قبول کیا اپنی مرضی سے کیا نہ کہ جبر سے۔ اسلام کا واضح اعلان ہے کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن (البقرہ:257) ۔

فرمایا کہ باوجود اس کے کہ مدینہ میں اسلامی حکومت قائم ہو گئی تھی مگر وہاں یہودیوں کو پوری مذہبی آزادی حاصل تھی۔ تاریخ بتاتی ہے کہ آنحضور ﷺ نے سب کو فری ہینڈ دیا تھا یہاں تک کہ جانی دشمن عکرمہ کو بھی معاف کیا اور یہ سب کچھ فتح مکہ کے بعد ہوا جب مسلمان غالب آ چکے تھے۔ جب خلافت راشدہ ختم ہوئی اور بادشاہت کا آغاز ہوا تو مسلمان حکمرانوں نے بھی غیر مسلموں کا خیال رکھا۔ اس کے برعکس جب سپین میں مسلمانوں کی کمزوری کی وجہ سے عیسائی غالب ہو گئے تو مسلمانوں کو زبردستی عیسائی بنایا گیا انہیں ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ یہ سب باتیں تاریخ میں محفوظ ہیں۔ اس کے باوجود یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ عیسائیت کی تعلیم کی وجہ سے ہوا۔ نہیں بلکہ یہ مظالم اُس وقت کے عیسائی بادشاہوں نے کئے تھے۔ عیسائیت کی تعلیم تو یہ تھی کہ اگر کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا بھی آگے کر دو۔

فتح مکہ کے بعد آنحضور ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرمایا تھا۔ فتح مکہ کے بعد آنحضور ﷺ کے حسن سلوک کو دیکھتے ہوئے جانی دشمن عکرمہ نے جب اسلام قبول کیا تو اسکے بعد انہوں نے مسلمانوں کی طرف سے لڑتے ہوئے اپنی جان دی تھی۔ کیا ان کا مسلمانوں کیلئے اپنی جان قربان کر دینا دل جیتے بغیر ممکن ہو سکتا ہے؟

اسلام تو مساوات اور بھائی چارے کی تعلیم دیتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے حجۃ الوداع کے خطبے میں واشگاف طور پر اعلان فرما دیا تھا کہ کسی عربی کو عجمی پر اور کسی گورے کو کالے پر فوقیت نہیں ہے۔ انسان ہونے کے ناطے سب برابر ہیں۔ اگر کسی کسی پر کوئی فوقیت ہے تو صرف تقویٰ کی بنیاد پر۔ حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد ادا کرنا اسلام کی تعلیم ہے۔ اسی لئے جماعت احمدیہ جہاں مسجدیں بنانے پر زور دیتی ہے وہاں انسانی خدمت کیلئے سکول اور ہسپتال بھی بنا رہی ہے۔ غریب ملکوں میں جہاں پینے کا پانی اور بجلی میسر نہیں ہے وہاں بلا تمیز رنگ و نسل مہیا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اسکے علاوہ مستحق طالبعلموں کی تعلیم کیلئے وظائف بھی دے رہی ہے۔

اسلام انسانوں کو غلام بنانے کی حمایت نہیں کرتا بلکہ اسلام نے تو غلامی کو ختم کرنے کی بنا ڈالی ہے چنانچہ آنحضور ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں غلاموں کے بارے میں تاکید فرمائی ہے کہ جو خود کھاؤ انہیں بھی کھلاؤ اور جو خود پہنو انہیں بھی پہناؤ یہ عظیم انقلاب تھا جو آنحضرت ﷺ نے برپا کیا تھا۔ جبکہ اس کے برعکس تاریخ گواہ ہے کہ ویسٹ افریقہ کی پورٹس پر افریقنوں کو انتہائی ظالمانہ طریق پر زنجیروں میں جکڑ کر اور زبردستی غلام بنا کر لایا جاتا تھا۔ یہ سب واقعات تاریخ میں محفوظ ہیں کہ کس طرح انسانوں کی تجارت جانوروں کی طرح کی جاتی تھی، یہ سب باتیں تاریخ میں محفوظ ہیں۔ کیا اس کی ذمہ دار عیسائیت تھی؟ نہیں بلکہ اس وقت کے جابر اور دنیا دار لوگ تھے لیکن اعتراض کرنے والے کہتے ہیں کہ اسلام جبر کا مذہب ہے۔ اسلام انسانیت کی خدمت کرنے کا مذہب ہے اور آج اسلامی تعلیم کے مطابق جماعت احمدیہ ہی ہے جو انسانیت کی خدمت میں لگی ہوئی ہے سیلاب ہوں یا زلزلے ہم ہی ہیں جو مصیبت زدگان اور بھوکوں اور بیواؤں کو کھانا کھلاتے اور انکی مشکل دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ بڑے بڑے بجٹ بنا کر دنیاوی حکومتوں کی طرح اپنے ہی سٹاف پر خرچ کر دیں اکثر ہمارے رضا کار تو اپنے اخراجات خود برداشت کرتے ہیں۔ کئی جرمن احمدی ایسے ہیں جنہوں نے افریقہ میں رفاہی کاموں میں حصہ لیا ہے۔

جہاں تک عورتوں کے حقوق کا خیال رکھنے کا تعلق ہے آنحضرت ﷺ نے اسوقت جبکہ عورت کے کوئی حقوق نہ تھے۔ وہ غلاموں سے بھی بدتر سمجھی جاتی تھی۔ خاوند کی وفات پر ورثہ میں تقسیم ہوتی تھی۔ بعض قبائل میں رواج تھا کہ اگر لڑکی پیدا ہوتی تو زندہ درگور کر دی جاتی اسوقت اسلام نے عورت کے حقوق قائم فرمائے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا جس کے گھر تین لڑکیاں پیدا ہوئیں اور انہوں نے ان کی اچھی تربیت کی اور انہیں اعلیٰ اخلاق سکھائے تو انہیں جنت کی بشارت دی اور فرمایا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ جہانتک اسلام میں عورت کیلئے پردے کا حکم ہے تو وہ عورت کے تقدس اور اس کی عزت و احترام کیلئے ہے۔

حضور نے فرمایا جہاں تک ملک سے وفاداری کا تعلق ہے، آنحضرت ﷺ نے یہ تعلیم دی ہے کہ حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَان کہ وطن سے محبت اور وفا ایک مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے اس لئے ملک سے بے وفائی کا الزام بے بنیاد ہے۔

حضور نے فرمایا کہ غلامی آج بھی جاری ہے لیکن اس طرح کی نہیں جیسے قدیم زمانے میں تھی بلکہ آج کل کی غلامی مختلف ہے یہ ہر ملک کے اندر ہے یہاں تک کہ مغربی دنیا میں عام لوگ بھی غلام ہیں۔ آج کے دور کی غلامی جس کی بات مَیں کر رہا ہوں یہ مالی غلامی ہے۔ ایک آدمی قرض لیتا ہے تو اس کے شکنجے میں پھنستا چلا جاتا ہے یہ غلامی میٹھی گولی

2 Bed Rooms Flat

Independant House, All Facilities Available
Attach Toilet/ Bath Rooms/ Kitchen/ Drawing Hall
Area Statement (In Sft.) Ground Floor-936, First Floor-936
at Qadian Near Jalsa Gah

Contact : **Deco Builders**
Shop No, 16, EMR Complex
Opp.Ramakrishna Studio, Nacharam
Hyderabad-76, (A.P.) INDIA

Ph. 040-27172202
Mob: 09849128919
09848209333
09849051866
09290657807

کی طرح ہے اور یہ میٹھی گولی سودی نظام کی گولی ہے جو قرض لینے والے کو آخر دم تک غلام بنائے رکھتی ہے۔ اس کا ایک ثبوت آج کا (Credit crunch) مالیاتی بحران ہے۔ اس کے علاوہ دنیا کی امیر قومیں غریب قوموں کو ایڈ (Aid) کے نام پر غلام بنائے ہوئے ہیں۔ انصاف کا معیار غیر متوازن ہے۔ امیر حکومتیں گرانٹ کے نام پر جو مدد دیتی ہیں ان پر تصرف بھی خود انہی کا اپنا ہوتا ہے اور یہ گرانٹس ان کے مفادات سے مشروط ہوتی ہیں جس کا نتیجہ بے چینی اور بدامنی کی صورت میں نکلتا ہے۔ فرمایا کہ اگر دنیا کی سپر پاورز امن چاہتی ہیں تو صدق دل اور انصاف کے ساتھ غریب ملکوں کی مدد کریں۔ یہی دنیا کے امن کی ضامن ہے۔ آخر پر فرمایا کہ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ یہاں تشریف لائے اور آپ نے ان باتوں کو سننے کیلئے وقت نکالا۔ اس خطاب کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔ راستے کے دونوں جانب کھڑے احباب جماعت نے حضور انور کو دیکھ کر اپنے اپنے انداز میں عقیدت ومحبت کا اظہار کیا۔ کوئی اپنے آقا کو السلام علیکم کا تحفہ پیش کر رہا تھا اور کوئی نعرہ ہائے تکبیر بلند کر رہا تھا۔ بچے اپنے انداز میں ہاتھ ہلا ہلا کر حضور انور سے اپنی الفت کا اظہار کر رہے تھے۔

یورپ کے 10 ممالک کے وفود سے اجتماعی ملاقات

شام 8 بجکر 20 منٹ پر یورپ سے تعلق رکھنے والے دس ممالک بلغاریہ، ہنگری، رومانیہ، مالٹا، آئس لینڈ، البانیہ، بوزنیا، میسیڈونیا، کوسووا اور لتھوینیا سے آنے والے وفود کو شرف ملاقات بخشا۔ حضور نے متعلقہ ممالک کے مبلغین سے ان کے ملک سے آنے والے وفود کا ایک عمومی تعارف حاصل کیا اور فرمایا کہ آپ لوگوں سے تو الگ الگ ہی ملاقات ہونی چاہئے۔ یہ ملاقات پرسوں 17/اگست کو ہوسکتی ہے۔ اس کے بعد حضور انور نے بعض افراد کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ جب حضور نے البانیہ کا ذکر فرمایا تو وفد کے تمام افراد ادب سے کھڑے ہوگئے۔ مکرم صمد احمد غوری صاحب مبلغ البانیہ سے حضور انور نے ان کے وفد کے بارے میں دریافت فرمایا کہ ان میں کتنے احمدی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ چار احمدی ہیں باقی غیر احمدی۔ فرمایا کہ ان میں سے کوئی صحافی بھی ہیں؟ اس پر غوری صاحب نے بتایا کہ نہیں۔ ایک سابق آرمی جنرل ہیں جو دو سال سے احمدی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہاں مَیں ان کی تقریر سن چکا ہوں۔ فرمایا احمدی ہونے سے پہلے یہ لامذہب تھے اس کے باوجود انہوں نے جس طرح اسلام کو سمجھا ہے اور جو نکات قرآن مجید میں سے بیان کئے ہیں وہ بہت گہرے ہیں۔

اس کے بعد مکرم Artan shllaku صاحب سے حضور انور نے جلسہ کے بارے میں ان کے تاثرات دریافت فرمائے۔ موصوف نے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھنے کے بعد اس بات کا اظہار کیا کہ وہ اتنی مختلف اقوام اور رنگ ونسل کے لوگوں کو اس طرح امن کے ساتھ ایک جماعت کے اندر جمع دیکھ کر انتہائی متعجب ہیں۔ حضور انور نے ان سے احمدیت کے بارہ میں ان کے تاثرات دریافت فرمائے۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ البانیہ میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ دینی قیادت کے بغیر ان کی مثال سر کے بغیر دھڑ کی سی ہے۔ اگر ہم سب آپ کی قیادت میں اسلام کی تبلیغ کریں تو بہت اچھا ہوگا۔ اس پر حضور انور نے انہیں فرمایا کہ آپ تو غیر احمدی ہوکر احمدی مبلغ کا کام کر رہے ہیں۔ کیا بعد میں بھی ایسا ہی کرینگے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں اور ایسا ساری زندگی کروں گا۔

بلغاریہ سے جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہونے کیلئے 90 افراد پر مشتمل وفد آیا تھا۔ یہاں سے آئے ہوئے وفد کے ایک ممبر نے حضور انور کو بتایا ہمارے ملک میں لوگ تو جماعت کے خلاف نہیں ہیں صرف مولوی مخالفت کرتے ہیں۔ اب جو نئی حکومت بن رہی ہے امید ہے کہ وہ گذشتہ حکومت کی غلطیوں کو نہیں دوہرائے گی۔ نیز مسلمانوں پر ماضی میں روا رکھے جانے والے مظالم کا ازالہ بھی کرے گی۔ حضور انور نے بلغاریہ کے وفد کو 17/اگست کو الگ ملنے کا ارشاد فرمایا۔

رومانیہ کے شہر کلوژ نیوکا کی میڈیکل یونیورسٹی کی فائنل ائر کی طالبہ مس Anamaria نے کھڑے ہو کر حضور انور کی خدمت میں السلام علیکم عرض کیا اور اپنے تاثرات بیان کرنے شروع کئے تو حضور انور نے انہیں سٹیج کے قریب آکر بات کرنے کو کہا۔ چنانچہ انہوں نے بتایا کہ وہ جلسہ میں شامل ہوکر بہت خوشی محسوس کر رہی ہیں اور سٹیج کے قریب بلایا جانا ان کی خوش نصیبی ہے۔ انہوں نے کہا کہ خدا محبت ہے اس لئے دنیا بھر کے انسانوں کو آپس میں محبت کے ساتھ رہنا چاہئے۔ انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ انہوں یہاں آکر باہم محبت ہی دیکھی ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ خدا ایک ہے جس پر انہوں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا کہ ہاں خدا ایک ہے۔ اس کے بعد حضور انور نے ان سے فرمایا کہ آپ سے باقی باتیں سوموار کو ہوں گی۔

کوسووو (Cosovo) سے آئے ہوئے وفد کے بارے میں حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کوسووو سے کتنے افراد آئے ہیں اس پر مکرم جاوید اقبال ناصر صاحب مبلغ کوسوو نے بتایا کہ کُل 11 احباب آئے ہیں۔ حضور انور نے پوچھا کہ کیا یہ سب احمدی ہیں تو بتایا گیا کہ جی حضور یہ سب احمدی ہیں اور جلسہ سالانہ جرمنی میں پہلی مرتبہ بطور وفد شامل ہوئے ہیں۔ مکرم مبلغ صاحب کوسوو نے صدر صاحب جماعت کوسووا اور یونیورسٹی کے ایک ساتھی طالبعلم مکرم محمد صاحب کا تعارف حضور انور سے کرایا۔

آئس لینڈ سے آئے ہوئے مسٹر بجرانی جو Reykjavik یونیورسٹی میں مذہب کی تعلیم کے لیکچرار ہیں انہوں نے حضور انور کو بتایا کہ وہ احمدیت کا مطالعہ کر رہے ہیں جس کا اگرچہ زیادہ مقصد تو اکیڈمک ہے۔ تاہم وہ مسیح موعود کی آمد کے دعویٰ کا اس لئے بھی جائزہ لے رہے ہیں کیونکہ دنیا کے قریباً ہر مذہب میں اس دور آخر میں آسمان سے آنے والے کا ذکر ملتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مَیں نے جرمنی کے جلسے میں بہت دوستانہ ماحول مشاہدہ کیا ہے۔

Akureyri اکیڈمک کونسل کے ممبر مسٹر Peter نے کہا کہ انہوں نے جلسہ کے ماحول کو بہت اچھا پایا ہے۔ وہ یہاں نمازوں میں بھی شامل ہوتے رہے ہیں۔ یہاں ہر فرد بہت محبت سے ملا ہے۔

مکرم ہاشم صاحب جو ہندوستانی نژاد ہیں نے کہا کہ مَیں نے جماعت کے خلاف جو کچھ سن رکھا تھا یہاں اس کے بالکل برعکس پایا ہے اور مجھے یہاں کا ماحول بہت پسند آیا ہے۔

بوزنیا سے آئے ہوئے ایک دوست Goran صاحب نے کہا کہ ان کے پاس اپنے تاثرات بیان کرنے کیلئے الفاظ نہیں ہیں۔ مختلف اقوام کے اتنے زیادہ افراد اکٹھے ہیں بہت اچھا محسوس ہو رہا ہے۔ ایک نوجوان Dijan جو Skopije یونیورسٹی کے سٹوڈنٹ ہیں نے بتایا کہ وہ جماعت کے لٹریچر کا ترجمہ کرتے ہیں۔ ایک دوست Feudozuk صاحب جو ایک ہفتہ قبل احمدی ہوئے ہیں ان سے حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو کس بات نے احمدی کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ احمدیت ایک سچائی ہے اور انہوں نے اسے سچائی سمجھ کر ہی قبول کیا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اللہ کرے باقی قوم کو بھی احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملے۔

پھر حضور انور نے دریافت فرمایا کہ سسٹر فریحہ کے ساتھ کون خاتون بیٹھی ہوئی ہیں۔ بتایا گیا کہ یہ پروفیسر ہیں اور مکدونیا سے آئی ہیں اور جماعتی کتب کا ترجمہ کر رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عیسائیت کے بارے میں جماعت احمدیہ کا جو نکتہ نظر ہے اس کی روشنی میں موجودہ عیسائیت کا وجود باقی رہتا دکھائی نہیں دیتا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ہر سمجھدار انسان یہی نتیجہ نکالتا ہے۔

آخر پر مسٹر Elexandru Cohtu صاحب جو کہ رومانین زبان کے پروفیسر اور کرسچین تھیالوجسٹ ہیں۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اسلام کے بارے میں جو انہوں نے پہلے سے سن رکھا تھا یہاں اس سے بالکل برعکس پایا ہے۔ محبت اور بھائی چارے کا ماحول دیکھ رہا ہوں مجھے یہاں اسلام کا ایک خوبصورت چہرہ دکھائی دیا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اسلام کے بارے میں جو بدظنی پائی جاتی ہے وہی فساد کی جڑ ہے۔ حضور انور نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا آپ سوموار کو یہاں موجود ہوں گے؟ اثبات میں جواب دینے پر حضور انور نے فرمایا کہ انشاء اللہ پھر سوموار کو تفصیلی ملاقات ہوگی۔ یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئے۔

یہ نشست قریباً 45 منٹ جاری رہی۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ کی طرف تشریف لے گئے اور 9 بجکر 15 منٹ پر مردانہ جلسہ کے ہال میں تشریف لاکر نماز مغرب وعشا پڑھائیں۔ نماز مغرب کی پہلی رکعت مین سورۃ الفلق اور دوسری رکعت میں سورۃ الناس کی تلاوت فرمائی۔ نماز عشاء کی پہلی رکعت میں آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا کی تلاوت فرمائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ (باقی آئندہ) (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل مورخہ ۱۸ ستمبر ۲۰۰۹)

اعلان نکاح وتقریب دعوت ولیمہ

مورخہ ۱۲/۷ اکتوبر ۲۰۰۹ء کو عزیزہ سیدہ فرحانہ صاحبہ بنت مکرم نصیر الدین صاحب وانی سرینگر کشمیر کا نکاح عزیزم شعیب احمد صاحب انجینئر ابن محترم سیٹھ ناصر احمد صاحب لال ٹیکری حیدر آباد کے ساتھ مبلغ دو لاکھ باون ہزار روپے پر محترم مولوی مصلح الدین سعدی مبلغ سلسلہ احمدیہ حیدر آباد نے پڑھایا۔ جس میں کثیر احمدی وغیر احمدی احباب نے شرکت کی۔ مورخہ ۲۹/ستمبر ۲۰۰۹ء کو سیٹھ ناصر احمد صاحب نے فنکشن ہال میں بیٹے کی طرف سے دعوۃ ولیمہ کا اہتمام کیا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کیلئے باعث برکت بنائے اور مثمر ثمرات حسنہ کرے۔ آمین۔ اعانت بدر -/500 روپے۔ (نصیر احمد خادم۔ نمائندہ بدر)

شریف جیولرز ربوہ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد ربوہ
00-92-476214750 فون ریلوے روڈ
00-92-476212515 فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
خالص سونے کے زیورات کا مرکز
الفضل جیولرز
چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ
فون 047-6213649
الیس اللہ بکاف عبدہ
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
047-6215747

ارشاد نبوی ﷺ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیۡن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینٹو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش: 2237-0471, 2237-8468

وصایا :: منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت نمبر 18531: میں سرینہ بیگم زوجہ مکرم محمد سلیم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری پیدائشی احمدی عمر 36 سال ساکن تالگرام ڈاکخانہ تالگرام ضلع مرشید آباد صوبہ مغربی بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 12.2.08 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: 3 ڈسمل زمین موجودہ قیمت 15000/- روپے۔ حق مہر بذمہ خاوند 3000/- روپے۔ طلائی زیورات: گلے کا ہار۔ کان کی بالی ناک کا پھول وغیرہ 18 گرام قیمت 18000/- روپے۔ میرا گزارہ آمد از خورونوش ماہوار 300/- روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد سلیم — الامۃ: سرینہ بیگم — گواہ: شیخ محمد علی مبلغ سلسلہ

وصیت نمبر 18532: میں غیاث الدین شاہ ولد مکرم جلال شاہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ بیعت 2002ء عمر 35 سال ساکن اترہردھن پور ڈاکخانہ اترہردھن پور ضلع 24 پرگنہ صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 5.2.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ کچا مکان قیمت پانچ ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 3200/- روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سلطان احمد ظفر — العبد: غیاث الدین شاہ — گواہ: مفیض الرحمٰن

وصیت نمبر 18533: میں قاضی ایاز محمد ولد مکرم ماسٹر قاضی عبد الرشید صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ معلم پیدائشی احمدی عمر 32 سال ساکن بستپور ڈاکخانہ چاندنگر ضلع 24 پرگنہ صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 5.2.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: زرعی زمین پانچ کٹھہ مالیت دس ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 3060 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سلطان احمد ظفر — العبد: قاضی ایاز محمد — گواہ: مفیض الرحمٰن

وصیت نمبر 18534: میں شیخ عبد اللطیف ولد مکرم شیخ غلام رسول صاحب قوم احمدی مسلمان تاریخ بیعت 1977ء عمر 62 سال ساکن راجہ بازار کلکتہ ڈاکخانہ کلکتہ ضلع کلکتہ صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 7.2.09 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: ذاتی مکان پونے چار کٹھے مالیت 15 لاکھ روپے۔ اس پر تعمیر مکان میں بچوں کا بھی پیسہ لگا ہے۔ خرید زمین اور مکان پر میرا چھ لاکھ روپے خرچ ہوا۔ فی الحال بے روزگار ہوں۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سلطان احمد ظفر — العبد: شیخ عبد اللطیف — گواہ: وحید الدین شمس

وصیت نمبر 18535: میں آصف رشید ولد مکرم ایس اے رشید صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت پیدائشی احمدی عمر 30 سال ساکن بنگال ڈاکخانہ کلکتہ ضلع کلکتہ صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 9.2.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 30000/- روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد مصلح الدین سعدی — العبد: آصف رشید — گواہ: وحید الدین شمس

وصیت نمبر 18536: میں شیخ عبد الصمد ولد مکرم شیخ عبد الواحد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ بیعت 1989ء عمر 31 سال ساکن شمس آباد ڈاکخانہ شمس آباد ضلع مدظلپور صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 5.2.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: 18 مرلے زمین جس میں سے 3 مرلے زمین مسجد احمدیہ کیلئے صدر انجمن کے نام ھبہ کردی ہے۔ باقی پندرہ مرلے زمین کی مالیت ایک لاکھ روپے ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 3106 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سلطان احمد ظفر — العبد: شیخ عبد الصمد — گواہ: مفیض الرحمٰن مبلغ سلسلہ

وصیت نمبر 18537: میں محمد دلاور حسین ولد مکرم سیف الاسلام صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت پیدائشی احمدی عمر 25 سال ساکن چیردبی پور ڈاکخانہ بنومانتانگر ضلع مرشد آباد صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 5.2.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 3106/- روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: وسیم احمد خان — العبد: محمد دلاور حسین — گواہ: مفیض الرحمٰن

وصیت نمبر 18538: میں جمشید شاہ ولد مکرم باسط شاہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ بیعت 1996ء عمر 28 سال ساکن نانکر چک ڈاکخانہ نند پور ضلع میدناپور صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 6.2.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 3202/- روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سلطان احمد ظفر — العبد: جمشید شاہ — گواہ: مفیض الرحمٰن

وصیت نمبر 18539: میں حاجی انصار علی منڈل ولد مکرم منشی شکور اللہ منڈل صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ بیعت 1974ء عمر 65 سال ساکن بتھاری ڈاکخانہ بتھاری ضلع پرگنہ نارتھ صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 5.2.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: پشتنی جائیداد بصورت زرعی زمین 5 بیگھہ مالیت 250000/- روپے۔ سالانہ آمد بذریعہ زمین چار ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت وجائیداد سالانہ 21540/- روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سلطان احمد ظفر — العبد: حاجی انصار علی منڈل — گواہ: مفیض الرحمٰن مبلغ سلسلہ

وصیت نمبر 18540: میں منیر احمد شیخ ولد مکرم حق پھل شیخ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ بیعت 2000ء عمر 24 سال ساکن نواں پاڑا ڈاکخانہ نواں پاڑا ضلع بربھوم صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 5.2.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 3100/- روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سلطان احمد ظفر — العبد: منیر احمد شیخ — گواہ: مفیض الرحمٰن مبلغ سلسلہ

وصیت نمبر 18541: میں محمد محبوب الرحمٰن ملاّ ولد مکرم مطیع الرحمٰن ملاّ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ بیعت 1996ء عمر 25 سال ساکن تلپی ڈاکخانہ تلپی ضلع 24 پرگنہ ساؤتھ صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 5.2.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 3100/- روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سلطان احمد ظفر — العبد: محمد محبوب الرحمٰن — گواہ: مفیض الرحمٰن مبلغ سلسلہ

وصیت نمبر 18542: میں دانیال احمد ولد مکرم بدری ناتھ مرحوم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت پیدائشی احمدی عمر 30 سال ساکن 1999 ڈاکخانہ پاتھر پتیما ضلع ساؤتھ 24 پرگنہ صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 5.2.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 3000/- روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سلطان احمد ظفر — العبد: دانیال احمد — گواہ: مفیض الرحمٰن مبلغ سلسلہ

وصیت نمبر 18543: میں شیخ انوار حسین ولد مکرم شاہد علی شیخ مرحوم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ معلم تاریخ بیعت عمر 50 سال ساکن باتھن گاچھی ڈاکخانہ بھورولیہ ضلع ندیا صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 5.2.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: زرعی زمین ایک ایکڑ مالیت ایک لاکھ۔ سالانہ آمد بذریعہ زمین 1500/- روپے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 1500/- روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سلطان اور ظفر — العبد: شیخ انوار حسین — گواہ: مفیض الرحمٰن مبلغ سلسلہ

وصیت نمبر 18544: میں وسیم احمد خان ولد مکرم زین العابدین خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ معلم سلسلہ پیدائشی احمدی عمر 35 سال ساکن چھوٹو کلکتہ ڈاکخانہ رس پور ضلع ہاوڑہ صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 5.2.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 3002/- روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد دلاور حسین — العبد: وسیم احمد خان — گواہ: مفیض الرحمٰن

وصیت نمبر 18545: میں عبد الرشید ولد مکرم نوشیر علی شیخ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ بیعت 2000 عمر 38 سال ساکن ایٹ کھولہ ڈاکخانہ جے ایس باد ضلع ساؤتھ 24 پرگنہ صوبہ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ مورخہ 5.2.08 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ جائیداد: چھ کٹھہ زمین جس پر میرا ذاتی مکان ہے مالیت 10000/- روپے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 3153/- روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سلطان احمد ظفر — العبد: شیخ عبد الرشید — گواہ: مفیض الرحمٰن مبلغ سلسلہ

بقیہ: اداریہ از صفحہ 2

بہر حال لڑکی کا ہی ہے اور ولی تو صرف اس لئے ہے کہ وہ جائزے لے کے جو رشتہ پیش کیا گیا ہے کیا مستقبل میں وہ نقصان دہ تو نہیں کیونکہ شادی کوئی عارضی بندھن تو ہے نہیں سب جانتے ہیں کہ تمام زندگی ساتھ رہنے اور ایک دوسرے کا ساتھ دینے ایک دوسرے سے موافقت رکھنے اور ایک دوسرے کو پیار دینے کا نام ہے ایسے میں اگر لڑکی جلد بازی میں کوئی غلط قدم اُٹھا لے جیسا کہ لو میریج کے معاملات میں اکثر سامنے آتا ہے کہ چند دنوں کے بعد جب خمار اُتر جاتا ہے اور ذہن پر پڑی دُھند چھٹنے لگتی ہے تو زندگی کے صحیح خدوخال اور نفع ونقصان کے راستے نظر آنے لگتے ہیں۔ اور پھر سوائے پچھتاوے کے کچھ بھی ہاتھ نہیں لگتا۔

لہٰذا ضروری ہے کہ جدیدیت اور ترقی پسندی کے نام پر لڑکیوں کی زندگی کو جہنم میں نہ دھکیلا جائے ہماری دیگر مذاہب کے ذمہ داران سے نہایت ادب سے درخواست ہے کہ وہ اسلام کے اس سنہری اصول کو سمجھنے کی کوشش کریں جس میں بتایا گیا ہے کہ لڑکی کی شادی کے لئے اس کے ولی کی رضامندی ضروری ہے عام طور پر اسلام کے اس سنہری اصول کو یہ کہہ کر بلاوجہ نشانہ اعتراض بنا دیا جاتا ہے کہ نکاح کے موقع پر لڑکی کے لئے ولی مقرر کر کے لڑکی کی حق تلفی کی گئی ہے اور اسے نیچا دکھانے کی کوشش کی گئی ہے جبکہ لڑکے کے لئے کسی طرح کے ولی کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ اب ہر انصاف پسند سمجھ سکتا ہے کہ لڑکی کی نسبت لڑکی کو حفاظت کی زیادہ ضرورت ہے جیسا کہ آج کل کے معاشرہ میں اچھی طرح محسوس کیا جا رہا ایسے میں ہماری تو یہی رائے ہے کہ ہر مذہب کو اسلام کے اس سنہرے اصول کو ضرور اپنا لینا چاہئے کہ لڑکی کی شادی میں اس کی حفاظت کی خاطر اس کے والد یا بزرگ رشتہ داروں کی رضامندی ضروری لے لی جائے۔ لیکن اگر والد خدانخواستہ پاگل ہو یا اس کے عمل سے یہ بات واضح ہو رہی ہو کہ وہ بلاوجہ کی ضد کے ذریعہ لڑکی سے ناانصافی کر رہا ہے یا ظلم کر رہا ہے تو پھر ایسی لڑکی کی حفاظت کیلئے معاشرے کو سامنے آنا چاہئے والد کے ظلم کرنے کے کیس بھی ہو سکتے ہیں اس میں خاص طور پر یہ امر بھی شامل ہے کہ بعض خاندانوں میں ذات پات کے بڑے پیچیدہ مسائل ہیں اور وہ باوجود کہ لڑکی کے مستقبل کے لئے بہتر رشتہ ہوتا ہے اُسے اپنی انا یا ذات پات کے غرور کی بلی چڑھا دیتے ہیں۔

اور دوسری بات جس پر دلی دھیان دیتا ہے وہ یہ ہے کہ لڑکی جس لڑکے سے شادی کرنا چاہتی ہے کیا وہ لڑکی کے نان ونفقہ کی ذمہ داری اٹھا سکتا ہے یا نہیں اس کی ذہنی حالت کیسی ہے وہ معلوم کرے گا کہ کیا اس رشتے کے ذریعہ لڑکی کو بعد میں نقصان تو نہیں پہنچے گا۔ وغیرہ وغیرہ اور اگر کوئی ولی لڑکی کیلئے ایسی باتیں دیکھتا ہو تو سوچئے اس میں بُرائی کیا ہے؟......

بہر حال ایسی لو میریج سے جو اپنے سر پرستوں کی مرضی کے بغیر کی جائے اور جس کو سوسائٹی بھی تسلیم نہیں کرتی بہتر ہے کہ بزرگوں کی مرضی اور ان کی رہنمائی میں شادی کی جائے۔ اس میں ہر طرح کی بھلائی ہے۔ آئندہ گفتگو میں ہم اسلامی نکاح اور اس کے فوائد کا کسی قدر ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ (جاری) **(منیر احمد خادم)**

افتتاح مسجد فضل قادیان

مورخہ ۳/اکتوبر ۲۰۰۹ء بروز اتوار حلقہ مبارک میں واقع قدیم مسجد فضل کا افتتاح عمل میں آیا۔ محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے نماز عصر پڑھا کر مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اجتماعی دعا میں جماعت کے عہدیداران سمیت محلّہ کے احباب شریک ہوئے۔ محترم عبدالعزیز صاحب اختر صدر حلقہ مبارک کے زیر انتظام منعقد ہونے والے اس افتتاحی پروگرام کے آخر میں موصوف کی طرف سے ریفریشمنٹ کا اہتمام کیا گیا۔ احباب کرام سے اس مسجد کے ہمیشہ آباد رہنے اور ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (رشیدالدین پاشا۔ صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ قادیان)

ریلوے ریزرویشن برموقعہ جلسہ سالانہ قادیان 2009ء

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ امسال جلسہ سالانہ قادیان ۲۶۔۲۷۔۲۸ دسمبر ۲۰۰۹ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ جو احباب اس بابرکت جلسہ سالانہ میں شمولیت کا ارادہ رکھتے ہیں ان کی سہولت کیلئے نظامت ریزرویشن کی طرف سے حسب سابق امسال بھی واپسی ریزرویشن کا انتظام کیا گیا ہے۔ جو احباب اس سہولت سے استفادہ کرنا چاہتے ہوں وہ اپنی درخواستیں مندرجہ ذیل کوائف کے ساتھ دفتر جلسہ سالانہ میں ۳۰ نومبر ۲۰۰۹ء تک ارسال کر دیں اور ساتھ ہی مکرم محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام مع تفصیل ذیل رقم بھجوا دیں۔ یاد رہے کہ اس وقت ریلوے ریزرویشن ۶۰ دن پہلے کرانے کی سہولت موجود ہے۔

From Station.........to ....Dated..........Class.......Seat/Berth.......

Train No..........Train Name.............Male/Female...... Age...........

اللہ تعالیٰ سب کا حافظ وناصر ہو اور یہ مبارک سفر ہر لحاظ سے آپ کیلئے خیر وبرکت کا موجب ہو۔ آمین۔

ضروری نوٹ: اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثر اسٹیشنوں پر بذریعہ کمپیوٹرائز ریزرویشن سسٹم کے تحت واپسی ریزرویشن کی سہولت موجود ہے اس سے ضرور استفادہ کریں۔ (افسر جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۰۹ء)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 16

ثبوت دیا جیسا کہ اللہ نے آپؑ نے وعدہ فرمایا کہ میں تیرے ساتھ اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں۔ آج تک ہم ان الہامات کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی دیکھیں گے۔ اس کے بعد حضور انور نے بعض ان الہامات کا ذکر فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے جماعتی ترقیات کا وعدہ فرمایا جو آج تک پورے ہو رہے ہیں۔ فرمایا ہمارا تو اللہ مولا ہے اور ہر قدم پر اپنے ولی نگران دوست اور مددگار ہونے کا اور اپنے فضلوں سے مسلسل نوازنے کے نظارے دکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ہمیشہ اپنے حقوق ادا کرنے کی توفیق دے تاکہ ہم ہمیشہ اس سے فیض پاتے رہیں جس نے ہمیں تسلی دی ہے کہ ان اللہ مولاکم نعم المولی ونعم النصیر یعنی جان لو اللہ ہی تمہارا مولیٰ ہے اور کیا ہی اچھا مولا اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

حضور انور نے آخر پر مکرم ذوالفقار منصور صاحب آف کوئٹہ جن کو ۱۱/اکتوبر کو شہید کر دیا گیا۔ دوسرے دوست محمد الشواء صاحب آف مصر جو ۱۴/اکتوبر کو وفات پا گئے تھے تیسرے میاں غلام رسول صاحب اور مکرم مظفر احمد منصور صاحب مبلغ جو ۹/اکتوبر کو وفات پا گئے کا ذکر خیر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ سب کو مغفرت فرمائے اور لواحقین کا حامی وناصر ہو۔ ☆☆

امتحان مراسلاتی کورس سمسٹر اوّل

مراسلاتی کورس کے ممبران کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ پہلے سمسٹر کا امتحان ۲۲/نومبر کو مقرر ہے تیاری کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو قرآن مجید کے علوم سے استفادہ کی توفیق بخشے۔ آمین۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن وقف عارضی قادیان)

بقیہ: حقوق والدین اور نئی نسل کی ذمہ داریاں

سلوک کرے۔ تم میں سے جس کے ماں باپ زندہ ہیں وہ اس کی خدمت کرے اور جس کا ایک یا دونوں وفات پا گئے ہیں وہ ان کیلئے دعا کرے۔ صدقہ دے خیرات کرے، ہماری جماعت کے بعض لوگوں کو غلطی لگی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مردہ کو کوئی ثواب وغیرہ نہیں پہنچتا۔ وہ جھوٹے ہیں۔ ان کو غلطی لگی ہے۔ میرے نزدیک دعا، استغفار، صدقہ وخیرات بلکہ حج وزکوٰۃ روزے یہ سب کچھ پہنچتا ہے۔ میرا یہی عقیدہ ہے اور بڑا مضبوط عقیدہ ہے"۔

(حقائق الفرقان جلد سوئم صفحہ ۵۷۸)

اسی طرح فرمایا: "ایک صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میری ماں کی جان اچانک نکل گئی ہے۔ اگر وہ بولتی تو ضرور صدقہ کرتی۔ اب اگر میں صدقہ کروں تو کیا اسے ثواب ملے گا تو حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں۔ تو اس نے ایک باغ جو اس کے پاس تھا صدقہ کر دیا۔

میری والدہ کی وفات کی تار جب مجھے ملی تو اس وقت میں بخاری پڑھ رہا تھا۔ وہ بخاری بڑے اعلیٰ درجہ کی تھی۔ میں نے اس وقت کہا کہ اے اللہ 'میرا باغ تو یہی ہے' تو پھر میں نے وہ بخاری وقف کر دی۔ فیروز پور میں فرزند علی کے پاس ہے"۔ (الفضل ۳ دسمبر ۱۹۱۳ء۔ حقائق الفرقان جلد سوئم صفحہ ۵۷۸)

پس ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ مندرجہ بالا ارشادات اور تعلیم کو مدنظر رکھتے ہوئے والدین کی خدمت، ان سے حسن سلوک اور ان کی تعظیم میں کوئی کسر نہ چھوڑیں۔

میں نے کئی دفعہ کئی بے بس انسان دیکھے جو والدین کی خدمت کا بہت جذبہ رکھتے ہیں مگر ان کے والدین اب اس دنیا میں موجود نہیں۔ تاہم ایسے لوگ جن کے والدین اس دنیا میں زندہ سلامت موجود ہیں ان کیلئے خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور جنت میں اعلیٰ مقام حاصل کرنے کا اس سے بڑا اور کوئی ذریعہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب افراد کو اپنے والدین کی خدمت کر کے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور وہ لوگ جن کے والدین وفات پا چکے ہیں وہ صدقات، خیرات اور مرحومین کی طرف سے چندہ جات کی شکل میں اس احساسِ محرومی کا مداوا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن سے وہ راضی ہو۔ (آمین) (بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ ۲۸/فروری ۲۰۰۹)

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.

Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221

Tel.: 0671 - 2112266,Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

"اخبار بدر کے لئے قلمی ومالی تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں"

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. Fax: (0091) 1872-220757
Tel. Fax: (0091) 1872-221702
Tel : (0091) 1872-220814
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly B A D R Qadian
Qadian - 143516 Dt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 58 | Thursday | 29th october 2009 | Issue No. 44

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 35 Pounds Or 60 U.S. $
: 40 Euro
: 65 Canadian Dollar

ہمارا تو اللہ مولا ہے اور ہر قدم پر اپنے ولی اور مددگار ہونے کا اور اپنے فضلوں سے مسلسل نوازنے کے نظارے دکھاتا ہے

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ہمیشہ اپنے حقوق ادا کرنے کی توفیق دے تاکہ ہم ہمیشہ اس سے فیض پاتے رہیں

خدا تعالیٰ کی صفت ’’ولی‘ کے حوالہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 23 اکتوبر ۲۰۰۹ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ولی ہے اور ولی کے تحت لغات میں لکھا ہے کہ یہ اللہ کی ایک صفت ہے اس کا مطلب ہے مددگار بعض نے اس کے یہ معنے کئے ہیں کہ وہ ذات جو تمام مخلوقات کے معاملات سرانجام دینے والی اور تصرف کرنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت الوالی ہے۔ اس کا مطلب ہے وہ ذات جو تمام اشیاء کی مالک اور تصرف کرنے والی ہے ابن امیر کہتے ہیں کہ دلایت کا حق تدبیر، قدرت، اور فعل کے ساتھ منسلک ہے اور وہ ذات جس میں یہ امور مجتمع نہ ہوں گے ان پر لفظ والی کا اطلاق نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓئُھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ۔ (سورہ البقرہ:۲۵۸)

ترجمہ:۔ اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا ان کے دوست شیطان ہیں۔ وہ ان کو نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں۔ یہی لوگ آگ والے ہیں وہ اس میں لمبا عرصہ رہنے والے ہیں۔

ابو اسحٰق نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی حاجات اور ان کی ہدایت اور ان کے لئے براہین قائم کرنے کے حوالے سے مددگار ہے کیونکہ وہی ہے جو انہیں ان کے ایمان کے لحاظ سے ہدایت میں بڑھاتا ہے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ اھْتَدَوْا زَادَھُمْ ھُدًی اور وہ اسی طرح مومنوں کا ان کے دشمنوں کے خلاف مددگار ہے اور ان کے دین کو مخالفین کے ادیان پر غلبہ دینے والا ہے)

حضور انور نے مذکورہ آیت کی تلاوت و ترجمہ پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں کا دوست بنتا ہے یعنی ایسا ایمان جس میں دنیا کی ملونی نہ ہو۔ ایمان لانے کے بعد وہ اللہ کے نور کی تلاش میں مزید اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدم بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں پھر انہیں اللہ تعالیٰ کامیابیاں عطا فرماتا ہے۔

فرمایا: اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالنے کا مطلب ہے کہ روحانی اور جسمانی کمزوریوں سے روحانی اور جسمانی ترقی کی طرف لے جانا پس اللہ تعالیٰ اعلان فرما رہا ہے کہ جو ایمان لائے اللہ تعالیٰ انہیں انفرادی اور جماعتی طور پر روحانی و جسمانی ترقیات عطا فرمائے گا۔ اور ان کو تکلیفوں اور پریشانیوں سے نجات دے گا مگر شرط ایمان لانا اور اس میں ترقی کرنا ہے اور یہ ترقی اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پڑھنے سمجھنے اور ان پر عمل کرنے سے ہوتی ہے اور جو اسطرح عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا ولی ہو جاتا ہے کوئی مخالف دشمن یا دنیا کی حکومت ایسے لوگوں کو ختم نہیں کر سکتی۔

یہاں یہ بات واضح ہو کہ مومنوں پر مشکلات بھی آتی ہیں جان مان اور اولاد کا نقصان بھی برداشت کرنا پڑتا ہے اگر یہ سب کچھ ہے تو یہ کہنا کہ جسمانی اللہ تعالیٰ مشکلات سے نکالتا ہے اس کا کیا مطلب ہے ۔یاد رکھنا چاہئے کہ مومن جب اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان لاتا ہے تو صرف اپنی ذات کا مفاد اور ذاتی تکالیف اس کے مدنظر نہیں ہوتیں بلکہ وہ جماعتی زندگی کی طرف دیکھتا ہے۔ بے شک ایک مومن کو ذاتی طور پر مالی جانی اور اقتصادی مشکلات نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن اگر یہ انفرادی نقصانات دین کی خاطر ہوں تو جماعتی ترقی کا باعث بنتے ہیں۔

فرمایا: اسلام کے ابتدائی دور میں بھی قربانیاں دی گئیں۔ مسلمان ظلموں کا نشانہ بنے۔ کیا وہ قربانیاں رائیگاں گئیں۔ ہرگز نہیں اس وقت بھی جب مٹھی بھر مسلمان تھے ان کی ہر قربانی ان کے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرنے والی بنتی تھی اور اس کے ساتھ جماعتی ترقی کا بھی باعث بنتی جاتی تھی۔ ان ظلموں کی وجہ سے انکو مکہ سے ہجرت کرنی پڑی اور ہجرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مزید ترقی کے دروازے کھولے۔ اور ایک وقت ایسا آیا کہ وہ ظلم کرنے والے کفار مسلمانوں کے زیرنگیں ہو گئے۔

فرمایا: جماعت احمدیہ کی تاریخ بھی دیکھ لیں ہر ابتلا اور امتحان جہاں جماعت کی ترقی کا باعث بنا ہے وہ مادی اور جسمانی ترقی کا باعث بھی بنا ہے۔

خطبہ جمعہ جاری رکھتے ہوئے حضور انور نے کفار قریش کے بد انجام اور ایمان لانے والوں کی سعادت مندی کا ذکر فرمایا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کرنے والوں کے بد انجام اور آپ پر ایمان لانے والوں کے نیک انجام کا ذکر فرمایا۔

حضور انور نے لغوی تشریح کرتے ہوئے اور قرآنی آیات کی روشنی میں فرمایا کہ اللہ مومنوں کیلئے ولی کے علاوہ مولا بھی ہے۔

حضور نے قرآنی آیت کی روشنی میں فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے زمانے کے مسلمانوں کو نصیحت بھی ہے اور نصیحت بھی ہے کہ صرف ایمان لانا کافی نہ ہوگا بلکہ اللہ کے دین کی مدد تم پر فرض ہے اور یہی چیز پھر اللہ کے فضلوں کو سمیٹتے ہوئے تمہیں اللہ کی مدد سے حصہ لینے والا بنائے گی اور تمہارے ایمان مضبوط ہوں گے اور تم ایک جماعت کہلاؤ گے اور خاص طور پر مسیح موعودؑ کے زمانے میں مسلمانوں پر فرض ہے کہ خدا کے دین کی مدد کریں۔ اگر یہ مدد کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی مدد کے نظارے بھی دیکھیں گے۔

فرمایا: آج بھی مسلمانوں کیلئے یہ سوچنے کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تو مدد و نصرت اور روشنیوں کی طرف لے جانے کا ہے لیکن مومن کہلانے کے باوجود اخباروں میں کالم نویس لکھتے ہیں کہ ہم کمزوری کی طرف بڑھ رہے ہیں، روشنی سے اندھیروں کی طرف جا رہے ہیں، مادی طور پر بھی ترقی کی بجائے تنزل کی طرف جا رہے ہیں۔ پس کہیں نہ کہیں ہم نے اس خدا کو ناراض کیا ہوا ہے جو مومنوں کا مولیٰ ہے۔

فرمایا: اب بھی سوچنے کا وقت ہے کہ اپنے اندر ایمان کی روشنی پیدا کریں اللہ کے دین کی مدد کیلئے آگے آئیں ۔ ذوقت کے امام کی پہچان کر لیں۔ آنحضرت صلعم کا سلام پہنچائیں۔ صرف نام نہاد علماء کے پیچھے نہ چلیں بلکہ اجرائے نبوت کے مسئلہ کو سمجھنے کیلئے قرآنی آیات اور بزرگان سلف کے اقوال کو دیکھیں۔ حضور انور نے اس سلسلہ میں بعض بزرگان سلف کے اقوام بھی پیش فرمائے۔

فرمایا: ۱۹۷۴ء کے حالات نہ ہوتے تو جماعت کا ایک طبقہ باہر نہ نکلتا باہر جا کر ان کے وسائل میں بھی بہتری پیدا ہوئی اور مادی لحاظ سے بھی ترقی کی۔ بعض ڈاکٹر بنے بعض انجینئر بنے۔ پاکستان میں رہ کر یہ ترقی نہیں کر سکتے تھے کیونکہ نہ رجحان تھا نہ وسائل تھے۔ یہ بات ہر احمدی کو ذہن میں رکھنی چاہئے کہ جہاں ایمان کی وجہ سے ملک سے نکلنا پڑا تو خدا تعالیٰ نے انہیں بہتر حالات مہیا فرمائے اور مالی کشائش کی صورت میں ان کے حالات بدل گئے اور من حیث الجماعت جماعت نے مالی لحاظ سے بھی اور مددی لحاظ سے بھی ترقی کی۔ اسی طرح جب انفرادی طور پر تعلیم میں آگے بڑھے تو جماعت میں تعلیمی معیار بھی بڑھا۔ اور یہ چیز ہر احمدی کو خدا کے مزید قریب کرنے والی اور ایمان میں ترقی کرنے والی ہونی چاہئے نہ کہ تکبر اور فخر پیدا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے ولی ہونے کا اظہار فرما دیا ہم نے بھی حقیقی عبد بننے کا نمونہ دکھانا ہے۔ فرمایا: صرف پاکستان سے باہر جانے والوں کی ہی ترقی نہیں ہوئی بلکہ پاکستان میں رہنے والوں پر بھی اللہ نے فضل فرمایا اور کاروبار میں بھی ترقی دی پس جس نے احمدیت کی خاطر قربانی دی اللہ تعالیٰ نے اسے یا اس کی نسل کا حقیقی دوست بنتے ہوئے ترقیات سے نوازا۔

حضور انور نے ۱۹۸۴ء کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت جب جماعت پر زمین تنگ کرنے کی کوشش کی گئی اور خلیفہ ٔوقت کو ہجرت کرنی پڑی تو اللہ تعالیٰ ہی کام آیا جو حقیقی دلی، دوست اور مددگار ہے جو تمام اشیاء پر تصرف رکھنے والی ذات ہے۔ اس نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ایسی حفاظت اور مدد فرمائی کہ دنیا کا کوئی دوست اور مددگار نہیں کر سکتا۔ یہ بات احمدیوں کے ایمان اور عددی ترقی کا باعث ہوئی اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کے ذریعہ تبلیغ اور روحانی ترقی کے سامان بھی مہیا فرمائے۔

حضور انور نے آیت کریمہ کی روشنی میں انکار کرنے والوں کے انجام کا بھی ذکر فرمایا کہ انکار کرنے والے شیطان کے پیچھے چلتے ہیں جو انہیں اندھیروں کی طرف لے جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان الہامات کو پورا کرتے ہوئے بے شمار موقعوں پر اپنے ولی ہونے کا

(باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں)